قال اللہ تعالیٰ



اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

# مسدس حالی

مسمّٰی بہ

# مد و جزر اسلام

جسکو خاکسار الطاف حسین انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص بہ حالی نے
مسلمانوں کی ترقی اور تنزل کے بیان میں لکھا

سنہ ۱۲۹۶ھ

مطبع مجتبائی دہلی میں باہتمام محمد ممتاز علی مالک مطبع کے
منطبع ہوا

## قال اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

# مسدّس حالی

مسمّٰے بہ

# مدّوجزرِ اسلام

جسکو خاکسار الطاف حسین انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص حالی نے
مسلمانون کی ترقی اور تنزل کے بیان مین لکھا

سنہ ۱۲۹۶ھ

مطبع مجتبائی دہلی مین باہتمام محمد ممتاز علی مالک مطبع کے
منطبع ہوا

Ahmad Imam



24/5/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بلبل کی چمن مین ہمزبانی چہوڑی
بزم شعرا مین شعرخوانی چہوڑی

جب سے دلِ زندہ تونے ہمکو چہوڑا
ہمنے بہی تری رام کہانی چہوڑی

عمر اول

بچپن کا زمانہ جوکہ حقیقت مین دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسی دلچسپ اور پرفضا میدان مین گذرا جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تہا ۔ نہ وہان ریت کے ٹیلے تہے ۔ نہ خاردار جہاڑیان تہین ۔ نہ آندہیون کے طوفان تہے ۔ نہ باد سموم کی لپٹ تہی ❁ جب اس میدان سے کہیلتے کودتے آگے بڑہے تو ایک اور صحرا اس سے بہی زیادہ دلفریب ۔ نظر آیا جسکے دیکہتے ہی ہزارون ولولے اور لاکہون امنگین خودبخود دل مین پیدا ہوگئین ۔ مگر یہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تہا اوسیقدر وحشت خیز تہا ۔ اسکی سرسبز جہاڑیون مین ہولناک درندے چہپے ہوئے تہے ۔ اور اسکے خوشنما پودون پر سانپ اور بچہو لپٹے ہوئے تہے ۔ جوہین اسکی حد مین قدم رکہا ہر گوشہ سے شیر و پلنگ

اور مار و کژدم نکل آئے ❀ باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا کے مکروہات سے دم لینے کی فرصت نہ ملی ۔ نہ خود آرائی کا خیال آیا ۔ نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی ۔ نہ وصل کی لذت اوٹھائی ۔ نہ فراق کا مزا چکھا ❀

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے
اوڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

البتہ شاعری کی بدولت چند روز جھوٹا عاشق بننا پڑا ۔ ایک خیالی معشوق کی چاہ میں برسوں دشت جنون کی وہ خاک اوڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کر دیا کبھی نالۂ نیم شبی سے ربع مسکون کو ہلا ڈالا ۔ کبھی چشم دریا بار سے تمام عالم کو ڈبو دیا ۔ آہ و فغان کے شور سے کروبیوں کے کان بہرے ہو گئے شکایتوں کی بوچھاڑ سے زمانہ چیخ اوٹھا ۔ طعنوں کی بھرمار سے آسمان چھلنی ہو گیا ۔ جب رشک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا یہانتک کہ آپ اپنے سے بدگمان ہو گئے ۔ جب شوق کا دریا اومڈا تو کشش دل سے جذب مقناطیسی اور قوت کہربائی کا کام لیا ۔ بارہا تیغ ابرو سے شہید ہوئے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اوٹھے ۔ گویا زندگی ایک پیراہن تھا کہ جب چاہا اوتار دیا جب چاہا پہن لیا ۔ میدان قیامت میں اکثر گذر ہوا ۔ بہشت و دوزخ کی اکثر سیر کی ۔

باده نوشی پر آئے تو خُم کے خُم لنڈہا دیے اور پہر بہی سیر نہوئے ۔ کبھی
خانۂ خمار کی چوکہٹ پر جبہہ سائی کی ۔ کبھی میفروش کے در پر گدائی
کی ۔ کفر سے مانوس رہے ۔ ایمان سے بیزار رہے ۔ پیر مغان کے
ہاتہ پر بیعت کی ۔ برہمنون کے چیلے بنے ۔ بت پوجے ۔ زُنار
باندہا ۔ قشقہ لگایا ۔ زاہدون پر پہبتیان کہین ۔ واعظون کا
خاکا اوڑایا ۔ دیر اور بتخانہ کی تعظیم کی ۔ کعبہ اور مسجد کی توہین کی
خدا سے شوخیان کین ۔ نبیون کی گستاخیان کین ۔ اعجاز مسیحی کو
اک کہیل جانا ۔ حسن یوسفی کو ایک تماشا سمجہا ۞ غزل کہی تو یا
شہدون کی بولیان بولین ۔ قصیدہ لکہا تو بہاٹ اور بادخوانون
کے مونہ پہیر دیئے ۔ ہر مشتِ خاک مین اکسیر اعظم کے خواص بتلائے ۔ ہر چوب
خشک مین عصاے موسوی کے کرشمے دکہائے ۔ ہر نمرود وقت کو ابراہیم خلیل سے
جا ملایا ۔ ہر فرعونِ بے سامان کو قادر مطلق سے جا بہڑایا ۔ جسکے تاج
سینے اوسے ایسا بانس پر چڑہایا کہ خود ممدوح کو اپنی تعریف مین کچہ مزا نہ آیا ۔
غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہین سفیدی باقی نہ چہوڑی ۞

| | | |
|---|---|---|
| چو پرسش گنہم روز حشر خواہد بود | | بمکافات گناہان خلق پارہ کنند |

بیس برس کی عمر سے چالیسوین سال تک تیلی کے بیل کیطرح اوسی ایک چکر مین
پہرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے ۔ جب آنکہین کہلین
تو معلوم ہوا کہ جہان سے چلے تہے اب تک وہین ہین ❀

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی
دران دیار کہ زادی ہنوز آنجائی

نگاہ اوٹہا کر دیکہا تو داہنے بائین آگے پیچہے ایک میدان وسیع نظر آیا جسمین
بیشمار راہین چارون طرف کہلی ہوئی تہین ۔ اور خیال کے لئے کہین
عرصہ تنگ نہ تہا ۔ جی مین آیا کہ قدم آگے بڑہائین ۔ اور اس میدان
کی سیر کرین ۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے
ہون اور جنکی دوڑ گز دو گز زمین مین محدود رہی ہو اون سے اس وسیع
میدان مین کام لینا آسان نہ تہا ۔ اسکے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمی
گردش مین ہاتہ پانو چور ہو گئے تہے ۔ اور طاقت رفتار جواب دے چکی تہی
لیکن پانو مین چکر تہا اسلئے نچلا بیٹہنا بہی دشوار تہا ❀ چند روز اسی تردد
مین یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے پڑتا تہا دوسرا پیچہے ہٹتا تہا ۔ ناگاہ دیکہا
کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گذار رستے مین
رہ نورد ہے ۔ بہت سے لوگ جو اوسکے ساتہ چلے تہے تہک کر پیچہے

رہ گئے ہین ۔ بہت سے ابہی اوسکے ساتہ افتان وخیزان چلے جاتے ہین ۔ مگر ہونٹون پر پپڑیان جمی ہین ۔ پیرون مین چہالے پڑے ہین ۔ دم چڑہ رہا ہے ۔ چہرہ پر ہوائیان اوڑ رہی ہین لیکن وہ اولوالعزم آدمی جو ان سبکا رہنما ہے اسیطرح تازہ دم ہے نہ اوسے رستے کی تکان ہے ۔ نہ ساتہیون کی چہوٹ جانیکی پروا ہے ۔ نہ منزل کی دوری سے کچہ ہراس ہے ۔ اوسکی چتونون مین غضب جادو بہرا ہے کہ جسکی طرف آنکہہ اوٹہا کر دیکہتا ہے وہ آنکہین بند کرکے اوسکے ساتہ ہو لیتا ہے ۔ اوسکی ایک نگاہ ادہر بہی پڑی اور اپنا کام کر گئی ۔ ہم بہی پرانے تہکے ہارے خستہ و کوفتہ اوسی دشوار گزار رستے پر پڑ لئے ۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہان جاتے ہین ۔ نہ یہ معلوم ہے کہ کیون جاتے ہین ۔ نہ طلب صادق ہے ۔ نہ قدم راسخ ہے ۔ نہ عزم ہے ۔ نہ استقلال ہے ۔ نہ صدق ہے ۔ نہ اخلاص ہے ۔ مگر ایک ہاتہ ہے کہ کہینچے لئے چلا جاتا ہے ۔

| | |
|---|---|
| آن دل کہ رم نمودی از خوبرو جوانان | دیرینہ سال پیری بردش بیک نگاہے |

زمانہ کا نیا ٹہاٹہہ دیکہکر پرانی شاعری سے جی سیر ہو گیا تہا ۔ اور جہوٹے ڈہکوسلے باندہنے سے شرم آنی لگی تہی ۔ نہ یارون کے ابہارون سے

دل بڑہتا تہا ۔ نہ ساتہیوں کی ریس سے کچہ جوش آتا تہا ۔ مگر یہ ایک ایسے ناسور کا مونہ بند کرنا تہا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کئی بغیر نہیں رہ سکتے اسلئے بخارات درونی جنکے رکنے سے دم گہٹا جاتا تہا دل و دماغ مین تلاطم کرتے تہے اور کوئی رخنہ ڈہونڈتے تہے ۔ قوم کے ایک سچے خیرخواہ نے جو اپنی قوم کے سوا تمام ملک مین اسی نام سے پکارا جاتا ہے اور جسطرح خود اپنے پرزور ہاتہ اور قوی بازو سے بہائیون کی خدمت کر رہا ہے اسیطرح ہرا یک اور نکمے کو اسی کام مین لگانا چاہتا ہے) اکر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ ما حیوان ناطق ہونے کا دعوے کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچہ کام نہ لینا بڑی شرم کی بات ہے ۔

| | |
|---|---|
| ز و چو انسان لب بجنبان دہن | ور جمادی لاف انسانی مزن |

قوم کی حالت تباہ ہے ۔ عزیز ذلیل ہو گئے ہین ۔ شریف خاک مین ملگئے ہین علم کا خاتمہ ہوچکا ہے ۔ دین کا صرف نام باقی ہے ۔ افلاس کی گہر گہر پکار ہے ۔ پیٹ کی چاردن طرف دوہائی ہے ۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہین اور بگڑتے جاتے ہین ۔ تعصب کی گہنگہور گہٹا تمام قوم پر چہائی ہوئی ہے ۔ رسم ورواج کی بیڑی ایک ایک کے پانوٴن مین پڑی ہے ۔ جہالت اور تقلید سب کی

گردن پر سوار ہے۔ اُمرا جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہین غافل اور بے پروا ہین۔ علما جنکو قوم کی صلاح مین بہت بڑا دخل ہے زمانہ کی ضرورتون اور مصلحتون سے محض ناواقف ہین۔ ایسے مین جس سے جو کچھ بن آئے سو بہتر ہے۔ ورنہ ہم سب لوگ ایک ہی ناؤ مین سوار ہین۔ اور ساری ناؤ کی سلامتی مین ہماری سلامتی ہے۔ ہرچند بہت کچھ لکھ چکے ہین اور لکھ رہے ہین۔ مگر نظم جو کہ انسان کو بالطبع مرغوب ہے اور خاص کر عرب کا ترکہ اور مسلمانون کا موروثی حصہ ہے، قوم کے بیدار کرنیکے لئے اب تک کسی نے نہین لکھی اگرچہ ظاہر ہے کہ اور تدبیرون سے کیا ہوا جو اس تدبیر سے ہوگا۔ مگر ایسی تنگ حالتون مین انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گذرتے رہتے ہین۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہین کرسکتے۔ دوسرے یہ کہ ہمکو کچھ کرنا چاہیئے۔ پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہہ ہوا کہ کچھ نہ ہوا۔ اور دوسرے خیال سے دنیا مین بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوئے ؎

دریغ ست نشستن از کشایش ناامید اینجا ‏ ‏ ‏ برنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا

وَہُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَہٗ "

ہرچند اس حکم کی بجا آوری مشکل تھی اور اس خدمت کا بوجھ

(۱) اور وہ ایسا خدا ہے کہ جب لوگ ناامید ہوجاتے ہین تو وہ مینہہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے

اوٹھانا دشوار تھا مگر ناصح کی جادو بھری تقریر جی مین گھر کر گئی۔ دل ہی سے نکلی تھی دل ہی مین جا کر ٹھیری۔ برسون کی بجھی ہوئی طبیعت مین ایک ولولہ پیدا ہوا اور باسی کڑھی مین ایک ابال آیا۔ افسردہ دل اور بوسیدہ دماغ جو امراض کے متواتر حملون سے کسی کام کے نہ رہے تھے اونہین سے کام لینا شروع کیا۔ اور ایک مسدّس کی بنیاد ڈالی۔ دنیا کے مکروہات سے فرصت بہت کم ملی۔ اور بیماریون کے ہجوم سے اطمینان کبھی نصیب نہوا۔ مگر ہر حال مین یہہ دھن لگی رہی۔ بارے الحمد للہ کہ بہت سی دقتون کے بعد ایک ٹوٹی پھوٹی نظم اس عاجز بندہ کی رضا کے موافق تیار ہو گئی۔ اور ناصح مشفق سے شرمندہ ہونا نہ پڑا۔ صرف ایک امید کے سہارے پر یہہ راہ دور دراز طے کی گئی ہے۔ ورنہ منزل کا نشان نہ اب تک ملا ہے نہ آیندہ ملنے کی توقع ہے

خبرم نیست کہ منزلگہ مقصود کجاست اینقدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

اس مسدس کے آغاز مین پانچ سات بند تمہید کے لکھکر اول عرب کی اوس ابتر حالت کا خاکا کھینچا ہے جو ظہور اسلام سے پہلے تھی اور جسکا نام اسلام کی زبان مین جاہلیت کہا گیا۔ پھر کوکب اسلام کا طلوع ہونا اور نبیِّ اُمّیؐ کی تعلیم سے اوس ریگستان کا دفعۃً سرسبز و شاداب ہوجانا

اور اوس ابر رحمت کا امت کی کہیتی کو رحلت کے وقت ہرا بہرا چہوڑ جانا
اور مسلمانون کا دینی و دنیوی ترقیات مین تمام عالم پر سبقت لیجانا
بیان کیا ہے ۔ اسکے بعد اونکے تنزل کا حال لکہا ہے اور قوم کے
لیئے اپنے بے ہنر ہاتہون سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہے جسمین آکر وہ اپنے
خط و خال دیکہہ سکتے ہین اور سمجہ سکتے ہین کہ ہم کون تہے اور کیا ہو گئے ۔
اگرچہ اس جانکاہ نظم مین جسکی دشواریان لکہنے والے کا دل اور دماغ ہی خوب جانتا ہے
بیان کا حق نہ جیسے ادا ہوا ہے نہ ہو سکتا تہا ۔ مگر شکر ہے کہ جسقدر ہو گیا
اتنی بہی امید نہ تہی ۔ ہمارے ملک کے اہل مذاق ظاہرا اس روکہی پہیکی
سیدہی سادی نظم کو پسند نہ کرینگے کیونکہ اسمین یا تاریخی واقعات ہین
یا چند آیتون اور حدیثون کا ترجمہ ہے ۔ یا جو آج کل قوم کی حالت ہے اوسکا
صحیح صحیح نقشہ کہینچا گیا ہے ۔ نہ کہین نازک خیالی ہے ۔ نہ رنگین بیانی ہے
نہ مبالغہ کی چاٹ ہے ۔ نہ تکلف کی چاشنی ہے ۔ غرض کوئی بات
ایسی نہین ہے جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ہون ہین
اور کوئی کرشمہ ایسا نہین ہے کہ (۱) لا عین رات ولا اذن سمعت ولا
خطر علے قلب بشر ۔ گویا اہل دہلی و لکہنؤ کی دعوت مین ایک ایسا

(۱) نہ کسی آنکہہ نے دیکہا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل مین گذرا ۔

دسترخوان چنا گیا ہے جسمین ادبالی کہچڑی اور بے مرچ سالن کے سوا کچہہ نہین ۔ مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واسننے کے لئے نہین کی گئی ۔ بلکہ عزیزون اور دوستون کو غیرت اور شرم لانے کے لئے کی گئی ہے ۔ اگر دیکہین اور پڑہین اور سمجہین تو اونکا احسان ہے ۔ ورنہ کچہہ شکایت نہین ❀

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس    در بندِ آن مباش کہ نشنید یا شنید

نا

کلمتان غریبتان فاحتملوهما . کلمة حکم من سفیه فاقبلوها . وکلمة سفه من حکیم فاغفروها .

دو باتیں بے محل ہیں انہیں گوارا کرو دانائی کی بات جو نادان کہے اسکو قبول کرو اور نادان کی بات جو دانا کہے اسے بخش دو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## رباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

## مسدس

کسی نے یہ بقراط(۱) سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا
کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آساں سمجھیں
کہے جو طبیب اسکو ہذیاں سمجھیں

(۱) یہ شخص قدیم دار الخلافہ شام یعنی شہر حمص میں سکندر سے تقریباً سو برس پہلے گذرا ہے ۔ عربی زبان میں طب کی کوئی کتاب بقراط کی کتابوں سے پہلے ترجمہ نہیں ہوئی

سبب یا علامت گر اونکو سوجہائین — تو تشخیص مین سینکڑون نکالین خطائین
دوا اور پرہیز سے جی چورائین — یونہین رفتہ رفتہ مرض کو بڑہائین

طبیبون سے ہرگز نہ مانوس ہون وہ — یہانتک کہ جینے سے مایوس ہون وہ

یہی حال دنیا مین اوس قوم کا ہے — بہنور مین جہاز آکے جسکا گہرا ہے
کنارا ہے دور اور طوفان بپا ہے — گمان ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے

نہین لیتے کروٹ مگر اہل کشتی — پڑے سوتے ہین بے خبر اہل کشتی

گہٹا سر پہ ادبار کی چہا رہی ہے — فلاکت سمان اپنا دکہلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے — چپ و راست سے یہ صدا آرہی ہے

کہ کل کون تہے آج کیا ہوگئے تم — ابہی جاگتے تہے ابہی سو گئے تم

پر اوس قوم غافل کی غفلت وہی ہے — تنزل پہ اپنی قناعت وہی ہے
ملے خاک مین پر رعونت وہی ہے — ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہے

نہ افسوس اونہین اپنی ذلت پہ ہے کچھ — نہ رشک اور قومون کی عزت پہ ہے کچھ

بہائم کی اور اونکی حالت ہے یکسان — کہ جس حال مین ہین اوسی مین ہین شادان
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارمان — نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کے خواہان

لیا عقل و دین سے نہ کچھ کام اونہون نے — کیا دین برحق کو بدنام اونہون نے

(۱) طب کی اصطلاح مین سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہو اور علامت وہ جس سے مرض پہچانا جائے

وہ دین جسنے اعدا(۱) کو اخوان بنایا
وحوش اور بہائم کو انسان بنایا
درندون کو غمخوار دوران بنایا
گڈریون کو عالم کا سلطان بنایا
وہ خطّہ جو تھا ایک ڈھورون کا گلّہ
گران کر دیا اوسکا عالم سے پلّہ

عرب کچھ نہ تھا اک جزیرہ نما(۲) تھا
کہ پیوند ملکون سے جسکا جدا تھا
نہ وہ غیر قومون پہ چڑھکر گیا تھا
نہ اوسپر کوئی غیر فرمان روا تھا
تمدّن(۳) کا اوسپر پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور
کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تھے وہان میسّر
کنول جس سے کھل جائین دل کے سراسر
نہ سبزہ تھا صحرا مین پیدا نہ پانی
فقط آب باران پہ تھی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان
لوؤن کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان
کھجورون کے جھنڈ اور خار مغیلان
نہ کھیتون مین غلّہ نہ جنگل مین کھیتی
عرب اور کل کائنات اوسکی یہ تھی

(۱) جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہوا ہے ""کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا""
یعنی تم دشمن تھے سو خدا نے تمہارے دلون مین الفت پیدا کی اور ہوگئے تم اوسکے فضل سے بھائی بھائی

(۲) جزیرہ نما جغرافیہ کی اصطلاح مین خشکی کا وہ قطعہ ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو

(۳) عربی مین سویلزیشن (تہذیب) کا ترجمہ تمدن کیا گیا ہے چنانچہ عرب یورپ کی سلطنتونکو دول متمدنہ کہتے ہین

نہ وہاں مصر کی روشنی جلوہ گر تہی ۔ نہ یونان کے علم و فن کی خبر تہی
رہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تہی ۔ خدا کی زمین بن جتی سر بسر تہی
پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تہا سبکا ۔ تلے آسمان کے بسیرا تہا سبکا

کہین آگ پُجتی تہی وان بے محابا ۔ کہین تہا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تہے تثلیث پر دل سے شیدا ۔ بتون کا عمل سو بسو جا بجا تہا
کرشمون کا راہب کے تہا صید کوئی ۔ طلسمون مین کاہن کے تہا قید کوئی

وہ دنیا مین گہر سب سے پہلا خدا کا ۔ خلیل ایک معمار تہا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تہا جسکو تاکا ۔ کہ اس گہر سے ابلیگا چشمہ ہدی کا
وہ ایک بت پرستونکا تیرتہ بنا تہا ۔ جہان تین سو ساٹہ بت پج رہا تہا

(۱) مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بہی مصر ہی کے پرتوے سے روشن ہوا تہا

(۲) صابئین کا فرقہ ستارونکو بہی پوجتا تہا اور آگ کی بہی تعظیم کرتا تہا ۔ عیسائی تثلیث کے قائل تہے ۔ عیسائی درویش جو پہاڑون اور جنگلون مین رہتے تہے اور دنیا کی لذتین ترک کر دیتے تہے وہ راہب کہلاتے تہے ۔ جو لوگ علم غیب کا دعوے کرتے تہے اور زمانہ آیندہ کی خبرین دیکر لوگونکو فریفتہ کرتے تہے وہ کاہن کہلاتے تہے یہ سب فرقے جزیرہ نمائے عرب مین جمع تہے ۔

(۳) اس گہر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بنائے حضرت سلیمان ع یعنی بیت المقدس سے نوسو بچانوین برس پہلے اور حضرت عیسیٰ کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تہا

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا ۔ کسی کا ہُبل (۱) تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزّے پہ وہ نائلہ پر فدا تھا ۔ اسیطرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہاں ابر ظلمت مین تھا مہر انور ۔ اندھیرا تھا فاران (۲) کی چوٹیون پر

چلن انکے جتنے تھے سب وحشیانہ ۔ ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا انکا زمانہ ۔ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے ۔ درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے ۔ سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے ۔ تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وان شرارا ۔ تو اوس سے بھڑک اوٹھتا تھا ملک سارا

(۱) ہُبل - صفا - عزّیٰ - نائلہ - چارون بتون کے نام ہین ۔ انکے سوا لات اور منات اور اساف وغیرہ اور بہت سے بُت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلہ کے ساتھ مخصوص تھا

(۲) فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے ۔ اس شعر مین اوس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو کہ آنحضرتؐ کے مبعوث ہونیکے باب حضرت موسےٰ نے توریت مین اور حبقوق نبی نے اپنی کتاب مین دی ہے ۔ اس بشارت کے اردو ترجمہ کے لفظ یہ ہین کہ ،، خدا سینا سے نکلا اور شعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا ۔ اوسکے داہنے ہاتھ مین شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا ،، (توریت کتاب پنجم باب ۳۳ - ۲) ،، آیا الله جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے ۔ آسمانون کو جمال سے چھپا دیا اوسکی ستایش سے زمین بھر گئی ،، کتاب حبقوق باب ۳ - ۳

وہ بکر[1] اور تغلب کی باہم لڑائی
صدی جسمین آدہی اونہون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تہی جسنے صفائی
تہی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی

نہ جہگڑا کوئی ملک و دولت کا تہا وہ
کرشمہ اک انکی جہالت کا تہا وہ

اسیطرح ایک اور خون ریز بلوا
رہا ایک مدت تک آپسمین برپا
عرب مین لقب حرب داحس[2] ہے جسکا
بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا

سبب اسکا لکھا ہے یہ اصمعی نے
کہ گہوڑ دوڑ مین چھیڑ کی تہی کسی نے

کہین تہا مویشی چرانے پہ جہگڑا
کہین پہلے گہوڑا بڑہانے پہ جہگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جہگڑا
کہین پانی پینے پلانے پہ جہگڑا

یونہین روز ہوتی تہی تکرار انمین
یونہین چلتی رہتی تہی تلوار انمین

(۱) یہ لڑائی جاہلیت کے اشعار مین حرب بسوس کے نام سے مذکور ہے . بنیاد اسکی تہی کہ ایک شخص کا اونٹ کہیت مین چلا گیا . کہیت والی عورت نے اوسے مارا . اونٹ والے نے عورت کی چہاتی کاٹ ڈالی . اس بات پر سنہ ۴۹۴ء سے سنہ ۵۳۴ء تک برابر لڑائی رہی . اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب مین ہوئی شروع ہوئی تہی مگر رفتہ رفتہ تمام عرب کے قبیلے اوسمین شریک ہوگئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارا گیا .

(۲) یہ لڑائی سنہ ۵۶۸ء سے سنہ ۶۳۱ء تک جاری رہی . داحس ایک گہوڑا تہا . گہوڑ دوڑ مین وہ آگے بڑہا چاہتا تہا کہ ایک شخص نے بڑہکر اوسے بدکا دیا . اتنی بات پر ایسا رن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے . اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اوسوقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے . اصمعی سے زمانہ جاہلیت کے اکثر قصے منقول ہین .

جو ہوتی ہتی پیدا کسی گہر مین دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پہرے دیکہتی جب ہتی شوہر کے تیور
کہین زندہ گاڑ آتی ہتی اوسکو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی ہتی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اونکی دن رات کی دل لگی ہتی
شراب اونکی گہٹی مین گویا پڑی ہتی
تعیش تہا غفلت ہتی دیوانگی ہتی
غرض ہر طرح اونکی حالت بری ہتی
بہت اسطرح اونکو گذری تہین صدیان
کہ چہائی ہوئی نیکیون پر تہین بدیان

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑہا جانب بوقبیس(1) ابر رحمت
ادا خاک بطحا(2) نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تہے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ(3) سے ہویدا
دعائے خلیل(4) اور نوید مسیحا

(۱) یہ پہاڑ مکہ معظمہ سے جانب شرق واقع ہے ۔ مکہ اسکے نیچے غرب کی جانب آباد ہے

(۲) بطحا سے مکہ ایک مقام مکہ اور منے کے درمیان واقع ہے مگر بطحا کا اطلاق عموماً ارض مکہ پر کیا جاتا ہے ۔ بطحا عربی مین اوس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون

(۳) آمنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کا نام ہے

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے دادا ابراہیم کی دعا اور اپنے بہائی عیسے کی بشارت ہون ۔ کیونکہ حضرت ابراہیم نے جیسا کہ سورۂ بقر کے رکوع ۱۵ مین مذکور ہے دعا کی ہتی کہ الہی مکہ والون مین ایک نبی اونہین مین سے مبعوث کر ۔ اور حضرت عیسے نے جیسا کہ سورۂ صف کے پہلے رکوع مین اور انجیل یوحنا کے سولہوین باب مین ہے اپنی قوم کو بشارت دی ہتی کہ میرے بعد ایک نبی آویگا جسکا نام فارقلیط یعنی احمد ہوگا

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت — کہ طالع ہوا ماہِ برجِ سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت — کہ تھا ابر مین ماہتاب رسالت

یہ چالیسوین سال لطف خدا سے — کیا چاند نے کھیت غارِ حرا[1] سے

بعثت حضرت خاتم النبیین

وہ نبیون مین رحمت لقب پانیوالا — مرادین غریبون کی بر لانیوالا
مصیبت مین غیرون کے کام آنیوالا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا

فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماوےٰ — یتیمون کا والی غلامون کا مولےٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا — بداندیش کے دل مین گھر کرنیوالا
مفاسد کا زیر و زبر کرنیوالا — قبائل کو شیر و شکر کرنیوالا

اوتر کر حرا سے سوے قوم آیا — اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جسنے کندن بنایا — کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنون سے تھا جہل چھایا — پلٹ دی بس اک آن مین اسکی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا — ادہر سے اودہر پھر گیا رخ ہوا کا

(۱) کوہِ حرا جو کہ مکۂ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے اوسمین ایک غار ہے جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے جاکر ذکر و فکر کیا کرتے تھے اسی غار کو غارِ حرا کہتے ہین۔ سب سے پہلے وحی الٰہی اسی غار مین نازل ہوئی تھی —

پڑھی کان میں بات تھی اک نکمی | نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی
طبیعت میں جو اوسکی جوہر تھے اصلی | ہوئے سب تھے مٹی میں ملکر وہ مٹی
پہ تھا ثبت علم قضا وقدر میں | کہ بنجائے گی وہ طلا اک نظر میں

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر | تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور | سوے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا (۱) پر
یہ فرمایا سب سے کہ "اے آل غالب (۲) | سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب"

کہا سب نے "قول آج تک کوئی تیرا | کبھی ہمنے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا"
کہا "گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا | تو باور کروگے اگر میں کہونگا
کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر | پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پاکر"

کہا "تیری ہر بات کا یہاں یقین ہے | کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے"
کہا "گر مری بات یہ دلنشین ہے | تو سن لو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یہاں سے ہے جانے والا | ڈرو اوس سے جو وقت ہے آنے والا"

(۱) صفا اور مروہ مکہ میں دو پہاڑیاں ہیں جنکے بیچ میں حاجیوں کو سات بار پے درپے دوڑنے کا حکم ہے۔ حضرت اسمعیل ع کی والدہ ماجدہ ہاجرہ پر جب یہاں سخت حالت گزری تھی تو وہ قلق اور اضطراب میں اس مقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پھرتی تھیں۔ اسی بنا پر مسلمانوں کو یہاں دوڑنے کا حکم ہوا ہے

(۲) قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہیں

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ۔ عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی ۔ اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے ۔ کہ گونج اوٹھے دشت و جبل نام حق سے

تعلیم شریعت

سبق پھر شریعت کا اونکو پڑھایا ۔ حقیقت کا گُر اونکو ایک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا ۔ بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کُھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر ۔ وہ دکھلا دیے ایک پردہ اوٹھا کر

علم اسرار الہام

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیمان ۔ بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرمان
زمانہ میں تھا دورِ صہبائے بطلان ۔ مئے حق سے محرم نہ تھی بزم دوران
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک ۔ خُمِ معرفت کا تھا مونہ خام اب تک

نہ واقف تھے انسان قضا اور جزا سے ۔ نہ آگاہ تھے مبدا و منتہی سے
لگائی تھی اک اک نے لَو ماسوا سے ۔ پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا ۔ یہ راعی (۱) نے للکار کر جب پکارا

توحید کی تعلیم

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لایق ۔ زبان اور دل کی شہادت کے لایق
اوسیکے ہیں فرمان اطاعت کے لایق ۔ اوسیکی ہے سرکار خدمت کے لایق
لگاؤ تو لَو اوس سے اپنی لگاؤ ۔ جھکاؤ تو سر اوسکے آگے جھکاؤ

(۱) راعی بکریاں چرانے والا ۔ اس لفظ کا اطلاق انبیا پر اکثر کیا گیا ہے

اوسی پر ہمیشہ بہروسا کرو تم
اوسیکے سدا عشق کا دم بہرو تم

اوسیکے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اوسیکی طلب مین مرو جب مرو تم

مبرّا ہے شرکت سے اوسکی خدائی
نہین اوسکے آگے کسیکو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہین وان
مہ و مہر ادنے سے مزدور ہین وان

جہاندار مغلوب و مقہور ہین وان
نبی اور صدیق(۱) مجبور ہین وان

نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی وان
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی وان

نصاریٰ نے(۲) جسطرح کہایا ہے ہوکا
کہ سمجھے وہ بیٹے کو بیٹا خدا کا

مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا
مری حد سے رتبہ بڑہانا نہ میرا

سب انسان ہین جسطرح وان سرفگندہ
اسیطرح ہون مین بہی ایک اوسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم

نہین بندہ ہونے مین کچھ مجھسے کم تم
کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بہی ہون اوسکا اور ایلچی بہی(۳)

(۱) صدیق انبیا پر سبسے پہلے ایمان لانیوالے اور اپنی تمام زندگی راستبازی سے بسر کرنیوالے
رہبان عیسائیون کے درویش ۔ احبار عیسائیون کے علماے دین ۔ ابرار نیک بندے ۔
احرار جو لوگ خدا کے سوا سب چیزون سے آزاد اور بے تعلق ہین ۔

(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ

(۳) جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہے ،، قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ ،،

اسیطرح دل اونکا ایک ایک سے توڑا / ہر ایک قبلہ کج سے مونہ اونکا موڑا

کہیں ما سوے کا علاقہ نچھوڑا / خدا وند سے رشتہ بند ونکا جوڑا

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے / دیئے سر جھکا اونکے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پا گیا جب / نشان گنج دولت کا ہاتہ آگیا جب

محبت سے دل اونکا گرما گیا جب / سماں اونپہ توحید کا چھا گیا جب

تعلیم تمدن

سکھائے معیشت کے آداب اونکو / پڑہائے تمدن کے سب باب اونکو

وقت

جتائی اونہیں وقت کی قدر و قیمت / دلائی اونہیں کام کی حرص و رغبت

کہا (۱) چھوڑ دینگے سب آخر رفاقت / ہون فرزند و زن اسمین یا مال و دولت

نچھوڑیگا پر ساتہ ہر گز تمہارا / بہلائی ہین جو وقت تمنے گزارا

فرصت

غنیمت ہے (۲) صحت علالت سے پہلے / فراغت - مشاغل کی کثرت سے پہلے

جوانی - بڑہاپے کی زحمت سے پہلے / اقامت - مسافر کی رحلت سے پہلے

فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت / جو کرنا ہے کرلو کہ تہوڑی ہے مہلت

(۱) حدیث مین آیا ہے کہ یتبع المیت ثلثۃ فیرجع اثنان ویبقے معہ واحد ۔ یتبعہ اہلہ وماله وعمله فیرجع اہله وماله ویبقے عمله

(۲) اس حدیث کے لفظ یہ ہین اغتنم خمسا قبل خمس ۔ شبابک قبل ہرمک و صحتک قبل سقمک ۔ وغناک قبل فقرک ۔ وفراغک قبل شغلک ۔ وحیوتک قبل موتک

علم

یہ کہکر کیا علم پر اونکو شیدا
کہ ملا ہین دور رحمت سے اہل دنیا (۱)
مگر وہ بیان ہے جنکو ہر دم خدا کا
ہو تعلیم کا یا سدا جنمین چرچا
وہ نہین کے لیئے یہان ہے نعمت خدا کی
انہین سے ہے وان جا کے رحمت خدا کی

ہمسایہ

سکہائی اونہین نوع انسان پہ شفقت
کہا ماہے یہ اسلامیون کی علامت (۲)
کہ ہمسایہ سے رکہتے ہین وہ محبت
شب و روز پہنچاتے ہین اسکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیئے چاہتے ہین
وہی ہر بشر کے لیئے چاہتے ہین

رحم

خدا رحم کرتا نہین اوس بشر پر (۳)
نہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر
کسیکے گر آفت گزر جائے سر پر
پڑے غم کا سایہ نہ اوس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش برین پر

تعصب

ڈرایا تعصب سے اونکو یہہ کہکر
کہ ملا ہندہ نہ یا اور مرا جو اسی پر (۴)
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر
وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اوسکے یاور
نہین حق سے کچہ اوس محبت کو بہرہ
کہ جو تمکو اندہا کرے اور بہرا

(۱) اس حدیث کے لفظ یہ ہین الا ان الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم او متعلم

(۲) اس حدیث کے لفظ یہ ہین احسن الی جارک تکن مؤمنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما

(۳) یہہ دو حدیثون کا ترجمہ ہے لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس ۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

(۴) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل علی عصبیۃ ولیس منا من مات علی عصبیۃ ۔ حبک الشیء یعمی ویصم

پرہیزگاری

بچایا برائی سے اونکو یہ کہکر
کہ "طاعت سے ترک معاصی ہے بہتر (۱)
تو رع کا ہے ذات میں جنکی جوہر
نہونگے کبھی عابد اونکے برابر
کرو ذکر اہل ورع کا جہاں تم
نہ لو عابدوں کا کبھی نام وہاں تم"

محنت

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی
کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی (۲)
خبر تاکہ لو اوس سے اپنی پرائی
نہ کرنی پڑے تمکو در در گدائی
طلب سے ہے دنیا کی گر یہاں یہ نیت
تو چمکو گے واں ماہ کامل کی صورت"

امیری

امیروں کو تنبیہ کی اسطرح پر
کہ "ہیں تم میں جو اغنیا اور تونگر (۳)
اگر اپنے طبقہ میں ہوں سب سے بہتر
بنی نوع کے ہوں مددگار و یاور
نہ کرتے ہوں بے مشورت کام ہرگز
اوٹھالتے ہوں بیڑے ہر کام ہرگز

تو مردوں سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ
زمانہ مبارک ہے جسکو ایسا
پہ جب اہل دولت ہوں اشرار دنیا
نہو عیش میں جنکو اوروں کی پروا
نہیں اوس زمانہ میں کچھ خیر و برکت
اقامت سے بہتر ہے اوس وقت رحلت"

(۱) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ ذکر رجل عند رسول اللہ بعبادۃ واجتہاد وذکر آخر برعۃ فقال النبی لا تعدل بالرعۃ یعنی الورع

(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں من طلب الدنیا حلالا استعفافا عن المسئلۃ وسعیا علی اہلہ وتعطفا علی جارہ لقی اللہ تعالی یوم القیمۃ ووجہہ مثل القمر لیلۃ البدر

(۳) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے اذا کان امراؤکم خیارکم واغنیاؤکم سمحاءکم وامورکم شوری بینکم فظہر الارض خیر لکم من بطنہا . واذا کان امراؤکم شرارکم واغنیاؤکم بخلاءکم وامورکم الی نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا

دئے پھیر دل اونکے مکر و ریا سے
بھرا اونکے سینہ کو صدق و صفا سے

بچایا اونھین کذب سے افترا سے
کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے

رہا قول حق مین نہ کچھ باک اونکو
بس اک شب مین کردیا پاک اونکو

کہین حفظ صحت کے آئین سکھائے
سفر کے کہین شوق اونکو دلائے

مفاد اونکو سوداگری کے سوجھائے
اصول اونکو فرماندہی کے بتائے

نشان راہ منزل کا ایک ایک کہتا
ہتی نوع کا اون کو رہبر بنایا

ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب
کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب

مناقب سے بدلے گئے سب مثالب
ہوئے روح سے بہرہ ور اونکے قالب

جبے(۱) راج رذکرچکے تہے وہ پتھر
ہوا جاکے آخر کو قائم سرے پر

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت

رہی حق پہ باقی نہ بندونکی حجت
نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت

تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیون کے مددگار بندے

خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیمون کے بیوون کے غمخوار بندے

رہ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشہ مین مے حق کے سرشار سارے

(۱) یہ اوس پیشین گوئی کیطرف اشارہ ہے جو انجیل متی کے باب ۲۱ مین ہے اور جسکو مسلمان بنی اسمٰعیل کے حق مین سمجھتے ہین

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دین پر جھکا دینے والے
خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت میں سینے سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اونمیں باہم دگر تھا
تو بالکل مدار اوسکا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آیندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اوس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونیکو تھا باغ گیتی

نہ کھانوں میں تھی وان تکلف کی کلفت
نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت
فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جسمیں چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان
ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپان
مسلمان و ذمی تھے سب حق میں یکسان
نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایان
کنیز اور بانو تھیں آپسمیں ایسی
زمانہ میں مان جائی بہنیں ہوں جیسی

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ اونکی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اونکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اونکی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ اونکی
جہان کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہان کر دیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہان چاہیے وہان کفایت — سخاوت جہان چاہیے وہان سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت — نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت
جُہکا حق سے جو جُہک گئے اُس سے وہ بہی — رُکا حق سے جو رُک گئے اوس سے وہ بہی

ترقی کا جسدم خیال اونکو آیا — اک اندھیر تہا بیچ مسکون مین چہایا
ہر اک قوم پر تہا تنزل کا سایا — بلندی سے تہا جسنے سب کو گرایا
وہ نیشن[1] جو ہین آج گردون کے تارے — دُہندلکے مین پستی کے پنہان تہے سارے

نہ ہنگامہ تہا گرم عبرانیون[2] کا — نہ اقبال یاور تہا نصرانیون کا
پراگندہ دفتر تہا یونانیون کا — پریشان تہا شیرازہ ساسانیون کا
جہاز اہل رُوما کا تہا ڈگمگاتا — چراغ اہل ایران کا تہا ٹمٹماتا

اودہر ہند مین ہر طرف تہا اندہیرا — کہ تہا گیان گن کا لدہیانے ڈیرا
اودہر تہا جہالت نے فارس کو گہیرا — کہ دل سب نے کیش و کنشت سے تہا پہیرا
نہ بہگوان کا دہیان تہا گیانیون مین — نہ یزدان پرستی ہتی یزدانیون مین

(۱) یعنی یورپ کی قومین ۔ نیشن انگریزی مین قوم کو کہتے ہین

(۲) عبرانیون سے مراد یہود ہین ۔ ساسان پسر دارا کی اولاد مین جو بادشاہ ہوئے ہین وہ ساسانی کہلاتے ہین ۔ رُوما اٹلی کا بڑا مشہور شہر ہے جو کہ دریا ٹائبر کے بائین کنارہ بحیرۂ شام سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ رومیون کی شاہنشاہی کے عہد مین یہی شہر دار السلطنت تہا ۔ جہاز کو روما کے ساتہ اور چراغ کو عبدۃ النار یعنی قدیم اہل فارس کے ساتہ جو مناسبت ہے ظاہر ہے

ہوا[۱] ہر طرف موجزن تھی بلا کی
گلوں پر چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی
پڑی لُٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمین پر تھا ابر ستم کا دڑیڑا
تباہی مین تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومین جو ہین آج غمخوار انسان
درندون کی اور انکی طینت تھی یکسان
جہان عدل کے آج جاری ہین فرمان
بہت دور پہنچا تھا وہان ظلم و طغیان
بنے آج جو گلہ بان ہین ہمارے
وہ تھے بھیڑیئے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہان گرم بازار ہے اب
جہان عقل و دانش کا بیوپار ہے اب
جہان علم و حکمت کی بھرمار ہے اب
جہان حُسن برستی لگاتار ہے اب
تمدن کا پیدا نہ تھا وہان نشان تک
سمندر کی آئی نہ تھی موج وہان تک

نہ رستہ ترقی کا اب تک کھلا تھا
نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
وہ صحرا انہین قطع کرنا پڑا تھا
جہان نقش پا تھا نہ شور درا تھا
جو ہین کان مین حق کی آواز آئی
لگا کرنے خود انکا دل رہنمائی

(۱) زمانہ وسطی مین جو کہ حضرت عیسےٰ سے لیکر سنہ ۶۰۰ مسیحی تک یا چھہ سو برس یعنی الفرڈ اور شارلیمین کے عہد تک تمام یوروپ مین تاریکی اور اندھیر چھایا ہوا تھا ۔ ظلم اور بدنظمیان اور جہل و ضلالت اور بے دیانتی تمام قومون پر غالب تھی ۔ یہی حال ایشیا اور افریقہ مین تھا اوسوقت اسلام کی بدولت صرف عرب نے پرانی دنیا کے ہر ایک کہونٹ مین روشنی پہیلائی تھی

گھٹا ایک پہاڑون سے بطحا کے اوٹھی
پڑی چار سو یک بیک دہوم جس کی
کڑک اور دمک دور دور اوسکی پہنچی
جو ٹیگس (۱) پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اوس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

کیا اُمّیون (۲) نے جہان مین اوجالا
ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتون کو عرب اور عجم سے نکالا
ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانہ مین پہیلائی توحید مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکیون کا جہان مین
پڑی کھلبلی کفر کی سرحدون مین
ہوئی آتش افسردہ آتشکدون مین
لگی خاک سی اوڑنے سب معبدون مین
ہوا کعبہ آباد سب گھر اوجڑ کر
جمے ایک جا سارے ڈنگل بچھڑ کر

لئے علم و فن اون سے نصرانیون نے
کیا کسب اخلاق روحانیون (۳) نے
ادب اون سے سیکھا صفاہانیون نے
کہا بڑھ کے لبیک یزدانیون (۵) نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا مین تاریک چھوڑا

(۱) اندلس یعنی اسپین مین ٹیگس سے بڑی کوئی ندی نہین ہے اسکا طول تخمیناً ساڑہے پانسو میل ہے - ارگون کی حدود سے نکلی ہے اور اسپین مین سمندر سے جا کر ملی ہے۔

(۲) اُمّی ان پڑہ کو کہتے ہین - عرب مین چونکہ قدیم سے تعلیم و تعلم کا رواج نہ تہا سوا چند کے وہانکے باشندون کو اُمّی کہا گیا ہے

(۳) روحانیون سے وہ لوگ مراد ہین جو صرف روحانی تعلیم کو ضروری جانتے ہین - یزدانی مجوس ہین

ارسطو کے مردہ فنون کو جلایا (۱) | فلاطون کو پھر زندہ کر کے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا | مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا

کیا بر طرف پردۂ چشم جہاں سے | جگایا زمانہ کو خواب گران سے

ہر اک میکدہ سے بھرا جاکے ساغر | ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر | گرہ مین لیا باندھ حکم پیمبر

کہ حکمت کو اک گمشدہ لال سمجھو (۲) | جہان پاؤ اپنا اوسے مال سمجھو

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ | ہر اک کام مین سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت مین بے مثل و یکتا ہوئے وہ | زراعت مین مشہور دنیا ہوئے وہ

ہر اک ملک مین اونکی پھیلی تجارت | ہر اک قوم نے اونسے سیکھی تجارت

کیا جاکے آباد ہر ملک ویران | مہیا کیے سب کے راحت کے سامان
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان | انہین کر دیا رشک صحن گلستان

بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے | یہ سب پود اونہین کی لگائی ہوئی ہے

(۱) ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیمون مین سے ہے ۔ سکندر اعظم کا اُستاد اور افلاطون کا شاگرد ہے ۔ حضرت عیسےٰ سے تین سو بائیس برس پہلے ترسیٹھ برس کی عمر مین مرا ۔ افلاطون ایتھنز دار الخلافۂ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد ہے یہ بھی نہایت مشہور حکیم ہے ۔ اکیاسی برس کی عمر مین حضرت عیسےٰ سے تین سو اڑتالیس برس پہلے مرا

(۲) یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ الحکمة ضالة المومن فحیث وجدها فهو احق بها

یہ ہموار سڑکین یہہ راہین مصفا(۱) — دو طرفہ برابر درختون کا سایا
نشان جابجا میل و فرسخ کے برپا — سرِ رہ کوئین اور سرائین مہیا
اونہین کے ہین سب نے یہ چربے اوتارے — اونہی قافلہ کے نشان ہین یہ سارے

سدا اونکو مرغوب سیر و سفر تھا — ہر اک بحرِ اعظم(۲) مین اونکا گذر تھا
کہنگالا ہوا اونکا سب بحر و بر تھا — جولنکا مین تھے اونکا بربر(۳) مین گھر تھا
وہ گنتے تھے یکسان وطن اور سفر کو — گہر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

جہان کو ہے یاد اونکی رفتار اب تک — کہ نقشِ قدم ہین نمودار اب تک
ہین سیلون(۴) مین اونکے آثار اب تک — اونہین سے ورہا ہے ملیبار اب تک
ہمالہ کو ہین واقعات اونکے ازبر — نشان اونکے باقی ہین جبرالٹر پر

(۱) شیر شاہ نے پانچ برس کی سلطنت مین ایک سڑک بنوائی جو چار مہینے کے رستہ مین پہیلی ہوئی تہی ۔ اس سڑک پر سات سات کوس کے فاصلے سے ایک ایک پختہ سرا بنوائی ۔ سڑک جابجا کوئین اور مسجدین بنوائین ۔ ہر مسجد مین امام اور موذن مقرر کیا ۔ ہر سرا مین مسلمان اور ہندو آدمی نوکر رکہے تاکہ سبکو آرام ملے ۔ سڑک کے دونو طرف درخت لگوائے ۔ کوس بکوس بہر پر ایک ایک منارہ بنوایا جس سے رستہ کا اندازہ ہو ۔

(۲) یعنی جتنے بحرِ اعظم اسوقت تک انسان کو معلوم تہے ایشیا یورپ افریقہ سب مین عرب کا گذر تہا ۔

(۳) افریقہ مین جو ایک صحرا تین ہزار میل لمبا ہے اوسکی شمالی ملک کو بربر کہتے ہین ۔

(۴) سیلون لنکا کو کہتے ہین ۔ ہندوستان کے مغربی ساحل پر جو ملک ہے اوسے ملیبار کہتے ہین ۔ سیلون اور ملیبار مین ابتک عرب کی نسل موجود ہے ۔ جبرالٹر کو عرب جبل طارق اور جبل الفتح کہتے ہین ۔ ابو عبد الرحمن موسے بن نصیر نے جب اپنے غلام طارق کو اندلس کی مہم پر بہیجا تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہنچا تہا گویا یہ پہاڑ فتح اندلس کا دروازہ تہا اسی لئے اسکے یہ دو نام رکہے گئے

آثار صنادید اسلام

نہین اس طبق[1] پر کوئی بر اعظم — نہون جسمین اونکی عمارات محکم

عرب، ہند، مصر، اندلس، شام، دیلم — بناؤن سے ہے اونکی معمور عالم

تہین کوہ آدم سے تا کوہ بیضا — ملیگا جہان جاؤگے کھوج اونکا

وہ سنگین محل اور وہ اونچی صفائی — جمی جنکے کھنڈرون پہ ہے آج کائی

وہ مرقد کہ گنبد تہے جنکے طلائی — وہ مسجد جہان جلوہ گر تہی خدائی

زمانے نے گو اونکی برکت اوٹھا لی — نہین کوئی ویرانہ پر اونسے خالی

خلافت [illegible]

ہوا اندلس[2] اونسے گلزار یکسر — جہان اونکے آثار باقی ہین اکثر

جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جاکر — یہ ہے بیت حمرا کی گویا زبان پر

کہ تہے آل عدنان سے میری بانی — مین ہون اس زمین پر عرب کی نشانی

(۱) اس طبق کا اشارہ زمین کے نصف کرۂ علیا کی طرف ہے جسمین ہم موجود ہین۔ دیلم گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرۂ کسپین کے جنوب مین واقع ہی۔ پہلے یہ دونو ملک ایران کی حد مین شامل تھے اب روس کے ماتحت ہین۔ لنکا مین جو سلسلہ پہاڑون کا ہے اوسمین سب سے اونچی چوٹی قلۂ آدم ہے کوہ بیضا اندلس مین ہے جسکو اہل یوروپ سیرا البیڈا کہتے ہین۔ چونکہ اسکی چوٹی برف سے سفید رہتی ہے اسلئے عرب اسکو قلۂ بیضا کہتے تھے۔ اور اسکا قدیم نام سمرا ہے —

(۲) اندلس یعنی اسپین مین سات سو برس تک عیسائی قوم مسلمانون کی محکوم رہی۔ یہ عمارت شہر گریناڈا مین جسکو عرب غرناطہ کہتے تھے اہل اسلام کی بڑی یادگار ہے۔ خلفاے بنی امیہ مین سے دوسرے خلیفہ کے عہد مین تیار ہوئی تہی اور اٹھارہوین خلیفہ کے عہد مین اہل اسپین نے مسلمانون سے چھین لی۔ بنی امیہ اور بنی ہاشم عدنان کی اولاد ہین اسی لیے خلفاے اندلس کو جو کہ بنی امیہ تھے آل عدنان کہا گیا ہے۔

ہویدا ہے غرناطہ(۱) سے شوکت انکی | عیاں ہے بلنسیہ سے قدرت انکی
بطلیوس کو یاد ہے عظمت انکی | ٹپکتی ہے قادس مین حسرت انکی
نصیب انکا اشبیلیہ مین ہے سوتا | شب و روز ہے قرطبہ اون کو روتا

کوئی قرطبہ کے کہنڈر جا کے دیکھے | مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
حجازی امیرون کے گہر جا کے دیکھے | رہا اوجڑا ہوا کرّ و فر جا کے دیکھے
جلال انکا کہنڈرون مین ہے یون چمکتا | کہ ہو خاک مین جیسے کندن دمکتا

(۱) غرناطہ (گرینڈا) اندلس مین نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہے اندلس کا ایک صوبہ جسمین غرناطہ ہے اسی نام سے مشہور ہے ۔ ابو علی عمر بن محمد شلوبینی امام نحو اسی صوبہ کا رہنے والا ہے ۔ بلنسیہ (ولنسیہ) اندلس کے شرقی حصہ مین ایک نہایت عمدہ شہر ہے جسکا سواد باغون اور نہرون سے مالامال ہے ۔ بطلیوس (بدجور) قرطبہ کے شمال مغرب مین چہہ دن کے فاصلہ پر بہت بڑا شہر ہے اسمین متوکل ابن عمر افطس نے نہایت عالیشان عمارتین بنوائی تہین ۔ ابن قلاس نے اسکی یاد مین بہت حسرت ناک شعر لکہے ہین ۔ قادس جسکو انگریزی مین کیڈس بولتے ہین اندلس مین ایک چہوٹا سا جزیرہ بارہ میل لمبا خلیج زقاق (بے اف کیڈس) کے متصل واقع ہے اشبیلیہ (سویل) اندلس کے دار الخلافون مین سے ہے اور قرطبہ سے چار دن کے فاصلہ پر واقع ہے قرطبہ (کارڈوا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر ہے اسکی فصیل تیہر کی ہے ۔ اسمین سولہ سو مسجدین اور نو سو حمام اور پچاس شفا خانے اور اسی عام مدرسے خلفائے اُمویّہ کے عہد مین تہے ۔ ناصر اموی نے اسکے غرب مین ایک شہر بالائے کوہ آباد کیا تہا جسکا نام زہرا ر تہا اور جسکا ذکر سید یحیے قرطبی نے اپنے مرثیہ مین کیا ہے ۔

خلافت بغداد

وہ مشہور پایتخت عباسیون کا (۱) — لب دجلہ اوڑتا تھا جسکا پھریرا
تر و خشک پہ جسکا پڑتا تھا سایہ — عراق عرب جسپہ تھا فخر کرتا
ہوئی سرنگون جسکی مارت سے جھنڈی — ہے جو آج کل ایک تجارت کی منڈی
سُنے گوش عبرت سے گر جاکے انسان — تو وہان ذرّہ ذرّہ یہ کرتا ہے اعلان
کہ تھا جن دنون مہر اسلام تابان — ہوا یہان کی تھی زندگی بخش دوران
پڑی خاک ایتھنز (۲) مین جان یہین سے — ہوا زندہ پھر نام یونان یہین سے

(۱) اس سے مراد بغداد ہے جو ۱۳۲ ہجری سے ۶۵۶ھ تک عباسیون کا دار الخلافہ رہا۔ یہ شہر عراق عرب مین دجلہ کے دونو کنارون پر آباد ہے۔ غربی کنارہ کی آبادی کو کرخ کہتے ہین اور شرقی کو عسکر مہدی اور رُصافہ۔ عراق عرب وہ ملک ہے جسکے غرب مین جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) اور شرق مین بلاد کوہستان یعنی عراق عجم ہے اسکے مشہور شہر قادسیہ۔ کوفہ۔ بغداد۔ مدائن۔ بابل۔ نہروان۔ واسط۔ بصرہ۔ وغیرہ ہین —

(۲) یہ شہر قدیم سے یونان کا دار الحکومت ہے۔ یونان کے بڑے بڑے حکیم اور مقنن اسی شہر کے تھے۔ اسیواسطے عرب اسکو مدینۃ الحکما کہتے تھے۔ خلفائے عباسیہ نے صرف یونان ہی کا نام زندہ نہین کیا بلکہ انکے عہد مین رومی فارسی سنسکرت سریانی وغیرہ کے بے شمار ترجمے عربی زبان مین ہوئے۔ ابوجعفر منصور نے ایلچی بھیجکر قیصر روم سے کتب حکمیہ کی نقلین اور ترجمے منگائے۔ تحریر اقلیدس۔ مجسطے اور کلیلہ دمنہ کا ترجمہ کرایا رشید نے اکثر علوم مین بڑی بڑی کتابین لکھوائین۔ مامون نے جزیرہ قبرس سے یونانی فلسفہ کی بہت سی کتابین بہم پہنچائین اور یوروپ مین جہان کہین اپنی کتابون کا پتا لگا وہان سے طلب کین —

وہ لقمان (۱) و سقراط کے دُرِّ مکنون
وہ اسرارِ بقراط و درسِ فلاطون
ارسطو کی تعلیم سولن کے قانون
پڑے تھے کسی قبرِ کہنہ مین مدفون
یہین آکے مہرِ سکوت اونکی ٹوٹی
اسی باغِ رعنا سے بو اونکی پہوٹی

یہ تہا علم پر وان توجہ کا عالم
کہ ہو جیسے مجروح جویائے مرہم
کسی طرح پیاس اونکی ہوتی نہ تہی کم
بجہاتا تہا آگ اونکی بارانِ شبنم
حریمِ خلافت مین اونٹون پہ لدکر
چلے آتے تہے مصر و یونان کے دفتر

وہ تارے جو تہے شرق مین لمعہ افگن
پہ تہا اونکی کرنون سے تا غرب روشن
نوشتون سے ہین جنکے اب تک مزین
کتب خانۂ پیرس و روم و لندن
یہ غلغلہ جنکا تہا کشورون مین
وہ سوتے ہین بغداد کے مقبرون مین

(۱) لقمان ایک نامی فصیح و بلیغ ہے جو حضرت عیسیٰ سے تقریبًا چہہ سو برس پہلے یونان مین ہوا ہے۔ اسکی کہانیان جنکو عرب امثال لقمان کہتے ہین بیسیون زبانون مین ترجمہ ہوئے ہین۔ یورپ کے مورخ کہتے ہین کہ یہی کہانیان ہین جنہون نے وحشیون کو شایستہ اور ظالمون کو رحم دل اور سرکشون کو فرمان بردار بنایا ہے۔ آخر مقام ڈلفی مین اسپر لامذہبی کا الزام لگایا گیا اور پہاڑ پر سے نیچے گراکر مارا گیا۔ سقراط ایتھنز کا رہنے والا نہایت مشہور حکیم اور نوع انسان کا رہنما اور خیر خواہ ہے اسکے وعظ اور نصیحت کی تمام یونان مین دہوم تہی۔ لوگون نے اسکے اقوال نہایت سعی و کوشش سے جمع کئے ہین۔ حضرت عیسیٰ سے چارسو برس پہلے اسکو زہر دیا گیا اور اوسی مین وفات پائی۔ سولن بہی ایتھنز کا رہنے والا تہا۔ یہ اور لائی کرگس یونان کے مشہور مقنن ہین۔

| | |
|---|---|
| وہ سنجار(۱) کا اور کوفہ کا میدان | فراہم ہوئے جسمین مساحِ دوران |
| کُرہ کی مساحت کے پہیلے یہ سامان | ہوئی جزو سے قدرِ کل کی نمایان |
| زمانہ وہان آجتک نوحہ گر ہے | کہ عباسیون کی سبہا وہ کدہر ہے |
| سمرقند(۲) سے اندلس تک سراسر | اونہین کی رصدگاہین تہین جلوہ گستر |
| سوادِ مراغہ مین اور قاسیون پر | زمین سے صدا آرہی ہے برابر |
| کہ جنکی رصد کے یہ باقی نشان ہین | وہ اسلامیون کے منجم کہان ہین |

(۱) زمین جزیرہ (مابین دجلہ وفرات) مین جو سرزمین دیار ربیعہ کے نام سے مشہور ہے سنجار اوسکا ایک قدیم مشہور شہر ہے ۔ یہان ایک بہت بڑا کفِ دست میدان ہے جسکو عرب بریّہ کہتے ہین ۔ ایکبار اس میدان مین اور دوسری بار کوفہ کے میدان مین مامون بن رشید کے حکم سے مہندس لوگ جمع ہوئے اور کرۂ ارض کے ایک درجۂ دائرۂ عظیمہ کی پیمائش کی اور محیط کرہ کو چوبیس ۲۴ ہزار میل مشخص کیا ۔ موسیٰ بن شاکر کے چارون بیٹے جنکی کتاب حِیَل بنی موسیٰ مشہور ہے یعنی ابوجعفر ۔ محمد ۔ احمد ۔ حسین ۔ اس کام پر بہیجے گئے تہے ۔

(۲) سمرقند اور اندلس کی رصدگاہون کے کہنڈر ابتک موجود ہین ۔ مراغہ آذربیجان مین مروان بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہے ۔ اس شہر کے باہر ایک بلندی پر ہلاکو خان نے اپنے عہد مین خواجہ نصیر الدین طوسی وغیرہ سے ایک رصدگاہ بنوائی تہی ۔ قاسیون دمشق کے شمال مین ایک پہاڑ ہے ۔ مشہور ہے کہ قابیل نے ہابیل کو یہین قتل کیا تہا ۔ مامون رشید نے ۲۱۵ھ ہجری مین قاسیون اور بغداد مین خالد بن عبد الملک وغیرہ سے رصدگاہین بنوانی شروع کی تہین ۔ ۲۱۸ھ مین جب وہ مرگیا تو وہ رصدین ناتمام چہوڑ دی گئین ۔ پہر شرف الدولہ بن عضد الدولہ نے بغداد مین ویجن بن رستم کوہی وغیرہ سے رصد بنوائی

مورخ ہیں جو آج تحقیق والے (۱)
تفحص کے ہیں جسنے آئین نرالے
جنہوں نے ہیں عالم کے دفتر کھنگالے
زمین کے طبق سر بسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل اونکے جا کر ابہارے
عرب ہی سے وہ بھرنے سیکھے ترارے

اندہیرا تواریخ پر چھا رہا تھا
ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آ رہا تھا
شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا
سر رہ چراغ ایک عرب نے جلایا
ہر ایک قافلہ کا نشان جس سے پایا

گروہ ایک جویا تھا علم نبی کا (۲)
لگایا پتا جسنے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا
کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسون

(۱) یعنی اہل یوروپ جو آج علم تاریخ مین تمام عالم پر فایق ہین اور جنہون نے علم لسان اور علم جیولوجی اور مختلف قومون کی قدیم مذہبی کتابون سے زمانہ قدیم کے حالات استخراج کئے ہین اس فن مین انکے اقرار کے موافق انکے اُستاد عرب ہی تھے ۔ افسوس ہے کہ عربی تاریخی کتابین مسلمانون مین نہین پائی جاتین بلکہ انگلستان ۔ جرمنی ۔ فرانس اور روم کے کتب خانون مین دفتر دفتر موجود ہین ۔ ابو راشد ۔ حاجی خلفہ ابن بطوطہ ۔ ابن الاثیر مقریزی ۔ مسعودی ۔ طبری ۔ حمزہ ۔ اصفہانی وغیرہ وغیرہ انمین سے ایک کی کتاب بھی ہمنے کبھی نہین دیکھی مگر یہ سب بے بہا نسخے یوروپ کے کتب خانون مین جا بجا موجود ہین ۔

(۲) اس گروہ سے مراد محدثین اہل اسلام ہین ۔ جرح محدثین کی اصطلاح مین کسی راوی کو بے پروا یا بد حافظہ یا جھوٹا یا جعل ساز وغیرہ ثابت کرنا ہے اور تعدیل کسی راوی کو مقبول یا قوی الحفظ یا سچا یا معتمد علیہ وغیرہ ٹھیرانا ۔

اسی دُھن مین آسان کیا ہر سفر کو ۔۔۔ اسی شوق مین طے کیا بحر و بر کو
سُنا خازنِ علم ۔ دین جس بشر کو ۔۔۔ لیا اوس سے جا کر خبر (۱) اور اثر کو
پھر آپ اوسکو پرکھا کسوٹی پہ کَسکر ۔۔۔ دیا اَور کو خود مزا اوسکا چکھکر

کیا فاش راوی مین جو عیب پایا ۔۔۔ مناقب (۲) کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ مین جو قبح نکلا جتایا ۔۔۔ ائمہ مین جو داغ دیکھا بتایا
طلسمِ وَرَع ہر مقدس کا توڑا ۔۔۔ نہ مُلّا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال (۳) اور اسانید کے جو ہین دفتر ۔۔۔ گواہ اونکی آزادگی کے ہین یکسر
نہ تہا اونکا احسان یہ اک اہلِ دین پر ۔۔۔ وہ ہے آج اسمین ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی مین جو آج فائق ہین سب سے ۔۔۔ بتائین کہ لبرل بنے ہین وہ کب سے

(۱) خبر اور اثر حدیث کی قسمین ہین

(۲) مناقب خوبیان ۔ مثالب عیوب ۔ محدثین نے راویون کے حالات بیان کرنے مین انصاف اور آزادی کا پورا پورا حق ادا کیا ہے ۔ اگر پرہیزگارون مین کوئی واقعی عیب دیکھا اوسے ظاہر کر دیا اور اگر فاسقون مین کوئی خوبی پائی اوسے بھی اخفا نہین کیا ۔ یہ طریقہ بھی اہل یورپ نے عرب ہی سے سیکھا ۔

(۳) رجال سے مراد علم رجال ہے جسمین عالمون اور حدیث کے راویون کا حال نہایت صحت سے لکھا گیا ہے اور اسانید سے مراد علم حدیث ہے جسمین متن حدیث کے ساتھ ایک ایک راوی کا نام ذکر کیا گیا ہے ۔ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکھا ہے کہ ،، علم رجال پر مسلمان جتنا فخر کرین بجا ہے نہ ایسی کوئی قوم گذری اور نہ ہے جسنے مسلمانون کی طرح بارہ سو برس تک علما کے حالات زندگی لکھے ہون ۔ ہمکو پانچ لاکھ مشہور عالمون کا تذکرہ انکی کتابون سے مل سکتا ہے ،، لبرٹی انگریزی مین آزادی کو اور لبرل آزاد کو کہتے ہین ۔

فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤ خوردہ — بلاغت کے رستے تھے سب ناسپردہ
ادہر روم کی شمع انشا تھی مردہ — ادہر آتش پارسی تھی فسردہ

یکایک جو برق انکی چمکی عرب کی (۱) — کھلی کی کھلی رہگئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی — سنی برمحل اونکی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دلنشین بیشہ دوانی — وہ خطبوں کی مانند دریا روانی

وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسون کے — تو سمجھے کہ گویا ہم ابتک تھے گونگے

سلیقہ کسیکو نہ تھا مدح و ذم کا — نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین وعظ و حکم کا — خزانہ تھا مدفون زبان اور قلم کا

نوا سنجیاں اونسے سیکھیں جہان نے — زبان کھولدی سبکی نطق عرب نے

(۱) فصاحت بلاغت عرب کا ذاتی جوہر تھا ۔ معرکہ جنگ مین اونکی تقریرون سے مبارزون کے دل بڑہتے تھے اور مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے ۔ اونہین کی زبانین تھین جو لڑائیون مین تیر و سنان کا کام دیتی تھین ۔ جان ڈیون پورٹ نے لکھا ہے کہ "عرب کے علم ادب نے روم اور یونان کے علم ادب مین از سر نو جان ڈالی تھی" اور ریئل ٹرانسلیشن کمیٹی کی پہلی تحریر مین اسبات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ "فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات مین کوئی عرب سے بڑھکر مشہور نہین ہوا" اہل یورپ کے ہان جو اسپیچ کا دستور ہے جو کہ عام جلسون اور قومی مجمعون اور لڑائی وغیرہ کے موقعون پر کیجاتی ہے غالباً اندلس کے مسلمانون سے اونکے ہان پہنچی ہے ۔

زمانہ میں پہلی طب انکی بدولت ‌ ‌ ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
نہ صرف ایک مشرق میں تہی انکی شہرت ‌ ‌ مسلم تہی مغرب تک انکی حذاقت

سلرنو(۱) میں جو ایک نامی مطب تہا ‌ ‌ وہ مغرب میں عطائے مشاک عرب تہا

ابوبکر رازی۔ علی ابن عیسٰے(۲) ‌ ‌ حکیم گرامی حسین ابن سینا
حنین ابن اسحٰق قیس دانا ‌ ‌ ضیاء ابن بیطار راس الاطبا

انہیں کے ہیں مشرق میں سب نام لیوا ‌ ‌ انہیں سے ہوا پار مغرب کا کہیوا

(۱) سلرنو۔ نیپلس صوبۂ اٹلی کا مشہور شہر ہے۔ وہان مسلمانون کا ایک نامی گرامی مدرسہ تہا جسمین طب کی علمی وعملی تعلیم ہوتی تہی اور تمام یوروپ سے لوگ طب سیکہنے کو یہان آتے تہے (رسالہ کوس موس مصنفہ ہمبولٹ جلد ۲)

(۲) اسکی تصنیفات ۱۱۳ ضبط کی گئی ہین جنہین سے اکثر طب مین ہین۔ اول رَی مین اور پہر بغداد مین مدتون علاج کیا اور آخر عمر مین اندہا ہوگیا۔ ۳۲۰ھ ہجری مین وفات پائی۔ علی بن عیسٰے کو چیمبرس کی سائیکلوپیڈیا مین نہایت نامی اطبائے اسلام مین سے شمار کیا ہے۔ ابوعلی الحسین کا قانون صدہا برس تک یوروپ کے مدرسون مین پڑہایا گیا ہے۔ اسکی تصنیفات مختلف علوم مین چالیس کے قریب شمار کی گئی ہین جنہین سے کتاب حاصل ومحصول کی ۲۰ شفا کی ۱۸ قانون کی ۱۴ کتاب الانصاف کی ۲۰ لسان العرب کی ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہین۔ ۴۲۸ھ ہجری مین اٹہاون برس کی عمر مین مرا اور ہمدان مین مدفون ہوا۔ حنین عبادان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے۔ چونکہ اسنے خلفائے عباسیہ کے ہان نشو ونما پائی تہی اور متوکل کے عہد مین سررشتۂ ترجمہ کا افسر بہی تہا اور اوسکا وطن بہی عراق عرب تہا اسلیئے حکمائے اسلام مین شمار کیا گیا ہے۔ ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی علم نباتات مین بے مثل ویکتا تہا۔ نباتات کی تحقیقات مین دور دور کے سفر کیئے ادویہ مفردہ کے بیان مین اکثر کتابین بنائین ماخذ اسکی تصنیفات ہین۔ مصر کے تمام حکیم اسکو اپنا پیشوا جانتے تہے ۶۴۶ھ مین وفات پائی

عرب کے علوم

غرض فن ہیں جو مایۂ دین و دولت — طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت

طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت — سیاست تجارت عمارت فلاحت

لگاؤ گے کھوج ان کا جا کر جہاں تم — نشاں ان کے قدموں کے پاؤ گے واں تم

عرب کا احسان

ہوا گو کہ پامال بستان عرب کا — مگر اک جہاں ہے غزلخوان عرب کا (۱)

ہرا کر گیا سب کو باران عرب کا — سپید و سیہ پر ہے احسان عرب کا

وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی — لنگوٹی بندھی ہمیشہ عرب کی

رہے جب تک ارکان اسلام برپا — چلن اہل دیں کا رہا سیدھا سادہ

رہا میل سے شہد صافی مصفا — رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرا

تنزل اسلام

نہ تھا کوئی اسلام کا مرد میداں — علم ایک تھا شش جہت میں درفشاں

پہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا — گیا چھوٹ سر رشتہ دین ہدیٰ کا

رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا — تو پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا

کہا تھا یہ بگاڑا نہیں کوئی اب تک (۲) — وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جب تک

(۱) یورپ کے اکثر مورخ مثل اڈورڈ گبن، ہنری لوئیس، ڈاکٹر ہیلی، سڈلیو فرانسیسی، سکندر ہمبلٹ وغیرہ وغیرہ اس بات کے معترف ہیں کہ ہمارے فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تھا۔

(۲) جیسا سورہ رعد میں وارد ہے کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم یعنی خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ آپ اپنی حالت نہیں بدلتے

پڑے اونپہ وقت آکے پڑنے لگے اب
وہ دنیا مین بسکر اوجڑنے لگے اب
بہرے اونکے میلے بچہڑنے لگے اب
بنے تہے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کہیتیان جل گئین لہلہا کر
گہٹا کہل گئی سارے عالم پہ چہاکر

نہ ثروت رہی اونکی قائم نہ عزت
گئے چہوڑ ساتہ اونکا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اونسے ایک ایک رخصت
مٹین خوبیان ساری نوبت بنوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہگیا نام باقی

تمثیل اقوام دیگر

ملے کوئی ٹیلا اگر ایسا اونچا
کہ آتی ہو وانسے نظر ساری دنیا
چڑہے اوسپہ پہر ایک خرد مند دانا
کہ قدرت کے دنگل کا دیکہے تماشا
تو قومون مین فرق اسقدر پائیگا وہ
کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

وہ دیکہیگا ہر سو ہزارون چمن وان
بہت تازہ تر صورت باغ رضوان
بہت اونسے کمتر پہ سر سبز و خندان
بہت خشک اور بے طراوت مگر ہان
نہین لائے گو برگ و بار اونکے پودے
نظر آتے ہین ہونہار اونکے پودے

تمثیل حالت اسلام

پہر اک باغ دیکہیگا اوجڑا سراسر
جہان خاک اوڑتی ہے ہر سو برابر
نہین تازگی کا کہین نام جسپر
ہری ٹہنیان جہڑ گئین جسکی جلکر
نہین پہول پہل جسمین آنیکے قابل
ہوئے روکہ جسکے جلانیکے قابل

جہاں ابر کا کام کرتا ہے باراں
جہاں آکے دیتا ہے رو ابر نیساں
ترڈو سے جو اور ہوتا ہے ویراں
نہیں اس جسکو خزاں اور بہاراں

یہ آواز پیہم وہاں آرہی ہے
کہ اسلام کا باغ ویراں یہی ہے

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا
نشاں جسکا اقصائے عالم میں پہنچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جسکا
نہ عمّاں میں ٹھٹکا نہ قلزم میں جھجکا[1]

کئے پے سپر جسنے ساتوں سمندر
وہ ڈوبا دہانہ میں گنگا کے آکر

اگر کان دھر کر سنیں اہل عبرت
تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت
زمیں کوہ بن پھول پھل ریت تربت
یہ فریاد سب کر رہے ہیں بہ حسرت

کہ ہاں کل فخر تھا جنسے ہندوستان کو
ہے ننگ آج سب ننگ ہندوستان ترو

حکومت نے تمسے کیا گر کنارا
تو تمہیں نہ تھا کچھ تمہارا اجارہ
زمانہ کی گردش سے ہے کسکو چارہ
کبھی یاں ہے بہمن کبھی یاں ہے دارا

نہیں بادشاہی کچھ آخر خدائی
جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

ہوئی مقتضی جبکہ حکمت خدا کی
کہ تعلیم جاری ہو خیر الورٰی کی
بڑی دھوم عالم میں دین ہدیٰ کی
تو عالم کی تمکو حکومت عطا کی

کہ پھیلاؤ دنیا میں حکم شریعت
کرو ختم بندوں پہ مالک کی حجت

(۱) خلیج عمان عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے۔ رڈوسی یعنی بحر احمر کو قلزم کہتے ہیں

ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت  رہی اب نہ اسلام کو اوسکی حاجت
مگر حیف اے فخر آدم کی امت  ہوئی آدمیت بہی ساتہ اوسکے رخصت
حکومت تہی گویا کہ اک جہول تم پر  کہ اوڑتے ہی اوسکے نکل آئے جوہر

محکوم قومین

زمانہ مین ہین ایسی قومین بہی (۱)  نہین جنہین تخصیص فرماندہی کی
پر آفت کہین ایسی آئی نہوگی  کہ گہر گہر پہ یہان چہاگئی اکی پستی
خروس اور شہباز سب اوج پر ہین  مگر ایک ہم ہین کہ بے بال و پر ہین

مسلمانان ہندوستان

وہ ملت کہ گردون پہ جسکا قدم تہا  ہر اک کہونٹ مین جسکا برپا علم تہا
وہ فرقہ جو آفاق مین محترم تہا  وہ امت لقب جسکا خیر الامم تہا
نشان اوسکا باقی ہے صرف اسقدر یان  کہ گنتے ہین اپنے کو ہم بہی مسلمان

وگرنہ ہماری رگون مین لہو مین  ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین  طبیعت مین فطرت مین عادت مین خو مین
نہین کوئی ذرہ نجابت کا باقی  اگر ہو کسی مین تو ہے اتفاقی

ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے  کمینون سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے  ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے
بزرگون کی توقیر کہوئی ہے ہم نے  عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے

(۱) جیسے پارسی۔ یہودی۔ ہنود وغیرہ۔ خروس سے محکوم اور شہباز سے حاکم قومین مراد ہین

نہ قومون مین عزت نہ جلسون مین وقعت
نہ اپنون سے الفت نہ غیرون سے ملت
مزاجون مین سستی دماغون مین نخوت
خیالون مین پستی کمالون سے نفرت
عداوت نہان دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

نہ اہلِ حکومت کے ہمراز ہین ہم
نہ درباریون مین سرافراز ہین ہم
نہ علمون مین شایانِ اعزاز ہین ہم
نہ صنعت مین حرفت مین ممتاز ہین ہم
نہ رکھتے ہین کچھ منزلت نوکری مین
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری مین

تنزل نے کی ہے بری گت ہماری
بہت دور پہنچی ہے نکبت ہماری
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری
نہین کچھ ابھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہین اک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کی جیتے ہین سارے

سیاحت کی گون ہین نہ مردِ سفر ہین
خدا کی خدائی سے ہم بیخبر ہین
دیوارین گھر کی جو پیشِ نظر ہین
یہی اپنے نزدیک حدِ بشر ہین
ہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم
وہی اونکی دنیا وہی اونکا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر
پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسیطرح کے اور بھی نام اکثر
کتابون مین پڑھتے رہے ہین اکثر
پہ جب تک نہ دیکھین نہین کس یقین پر
کہ یہ آسمان پر ہین یا ہین زمین پر

تضییع اوقات

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت ۔ وہ شایستہ ملکوں کا گنج سعادت
وہ آسودہ قوموں کا راس البضاعت ۔ وہ دولت کہ ہر وقت جس سے عبارت
نہیں اسکی وقعت نظر میں ہماری ۔ یونہیں مفت جاتی ہے برباد ساری

اگر ہم سے مانگے کوئی ایک پیسا ۔ تو ہوگا کم و بیش بار اوسکا دینا
مگر مال جو سرمایہ دین و دنیا ۔ کہ اک ایک لمحہ ہے انمول جسکا
نہیں کرتے خسّت اوڑانے میں اسکے ۔ بہت ہم سخی ہیں لٹانے میں اوسکے

اگر سانس دن رات کے سب گنیں ہم ۔ تو نکلیں گے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جنمیں کل کے لیے کچھ فراہم ۔ یونہیں گذرے جاتے ہیں دن رات پیہم
نہیں کوئی گویا خبردار ہم میں ۔ کہ یہ سانس آخر ہیں اب کوئی دم میں

گڈریے کا وہ حکم بردار کتا ۔ کہ بھیڑوں کی ہر دم ہے رکھوالی کرتا
جو ریوڑ میں ہوتا ہے پتّے کا کھٹکا ۔ تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بپھرا
گر انصاف کیجے تو ہم سے ہے بہتر ۔ کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بھر

اہل یورپ کا ضبط اوقات

وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں ۔ ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں ۔ ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں
اوسی طرح راہ طلب میں ہیں پویا ۔ بہت دور ابھی ان کو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بہر کے سوتے نہیں وہ
کبہی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ
کوئی لمحہ بیکار کہوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تہکتے نہ اوکتاتے ہیں وہ
بہت بڑہ گئے اور بڑہے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ ابتک جہاں تہے وہیں ہیں
جمادات کی طرح بار زمیں ہیں
ہیں دنیا میں ایسے کہ گویا نہیں ہیں
زمانہ سے کچہ ایسے فارغ نشیں ہیں
کہ گویا ضروری تہا جو کام کرنا
وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

یہاں اور ہیں جتنی قومیں گرامی
خود اقبال ہے آج اونکا سلامی
تجارت میں ممتاز دولت میں نامی
زمانہ کے ساتہی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہیں تعلیم اولاد سے وہ
نہ غافل ہیں ہستی بنیاد سے وہ

دکان اونکی ہے اور بازار اونکا
بنج اونکا ہے اور بیوپار اونکا
زمانہ میں پہیلا ہے بیوپار اونکا
ہے پیر و جوان برسر کار اونکا
مدار اہلکاری کا ہے اب اونہیں پر
اونہیں کے ہیں آفس اونہیں کے ہیں دفتر

معزز ہیں ہر ایک دربار میں وہ
گرامی ہیں ہر ایک سرکار میں وہ
نہ رسوا ہیں عادات و اطوار میں وہ
نہ بدنام گفتار و کردار میں وہ
نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اونکو
نہ محنت مشقت سے کچہ عار اونکو

طبیعت میں ایک ایک کی ہے خاکساری
تو ضع ہے سبکی رگ و پے میں ساری
بُرا سُنکے کرتے نہیں وہ بُردباری
دماغ اونکے ہیں کبر و نخوت سے عاری
نہ باتوں میں اونکی حقارت کسیکی
نہ جلسوں میں اونکے مذمت کسیکی

جو گرتے ہیں گر کر سنبھل جاتے ہیں وہ
پڑے زد تو بچکر نکل جاتے ہیں وہ
ہر ایک سانچہ میں جا کے ڈہل جاتے ہیں وہ
جہاں رنگ بدلا بدل جاتے ہیں وہ
ہر اِک وقت کا مقتضے جانتے ہیں
زمانہ کے تیور وہ پہچانتے ہیں

مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی
کہ یکساں ہے واں سب بلندی و پستی
نہیں اب تک اصلا خبر ہمکو یہ بھی
کہ ہے کون مُردار کتنا ترقی
جدہر کہولکر آنکھہ ہم دیکھتے ہیں
زمانہ کو اپنے سے کم دیکھتے ہیں

زمانہ کی پیروی

زمانہ کا دن رات ہے یہ اشارا
کہ ہے آشتی میں مرے یہاں گزارا
نہیں پیروی جنکو میری گوارا
مجھے اونسے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی
چلو تم ادہر کو ہوا ہو جدہر کی

خزان قوم

چمن میں ہوا آچکی ہے خزان کی
پہری ہے نظر دیر سے باغبان کی
صدا اور ہے بُلبُلِ نغمہ خوان کی
کوئی دم میں حالت ہے ابگلستان کی
تباہی کے خواب آرہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

فلاکت جسے کہیے اُمّ الجرائم
بناتی ہے انسان کو جو بہائم
نہین رہتے ایمان پہ دل جس سے قائم
مصلّی ہین بچتے جس سے نہ صائم

وہ یون اہل اسلام پر چھا رہی ہے
کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

کہین مکر کے گُر سکھاتی ہے ہمکو
خیانت کی چالین سجھاتی ہے ہمکو
کہین جھوٹ کی لَو لگاتی ہے ہمکو
خوشامد کی گھاتین بتاتی ہے ہمکو

فسون جبکہ باقی نہین کارگر وہ
تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

یہان جتنی قومین ہمارے سوا ہین
یہان لاکھہ ہین وہ اگر اغنیا ہین
ہزارون نہین خوش ہین تو دو بینوا ہین
تو سو نیم بسمل ہین باقی گدا ہین

ذرا کام غیرت کو فرمائین گر ہم
تو سمجھین کہ ہین مبتذل کسقدر ہم

بگاڑے ہین گردش نے جو خاندانی
دلون مین ہے یکقلم سب نے ٹھانی
نہین جانتے بسکہ روٹی کمانی
کہ کیجے بسر مانگ کر زندگانی

جہان قدردانون کا ہین کھوج پاتے
پہنچتے ہین ہان مانگتے اور کھاتے

کہین باپ دادا کا ہین نام لیتے
کہین جھوٹے وعدون پہ ہین دام لیتے
کہین رشتہ ناسے سے ہین کام لیتے
یونہین سبکو دم دیکے ہین دام لیتے

بزرگون کے نازان ہین جس نام پر وہ
اُسے بیچتے پھرتے ہین دربدر وہ

یہ ہیں ڈھنگ اون تازہ آفت زدونکے / بہت کم زمانہ ہوا جنکو بگڑے
یہی ایک عالم ہے آگاہ جنسے / کہیں کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنہیں یسن دیس سب جانتے ہیں / حسب اور نسب جنکا پہچانتے ہیں

مگر مٹ چکا جنکا نام و نشان ہے / پرانی ہوئی جنکی اب داستان ہے
فسانوں میں قصوں میں جنکا بیان ہے / بہت نسل پر تنگ اونکی جہان ہے
نہیں اونکی قدر اور پرسش کہیں اب / اونہیں بھیک تک کوئی دیتا نہیں اب

بہت آگ چلموں کی سلگانیوالے / بہت گھاس کی گٹھریاں لانیوالے
بہت دربدر مانگ کر کھانیوالے / بہت فاقہ کر کرکے مرجانیوالے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہیں وہ جوہر / تو نکلیں گے نسل ملوک اونمیں اکثر

انہیں کے بزرگ ایکدن حکمران تھے / انہیں کے پرستار پیر و جوان تھے
یہی ہامن عاجز و ناتوان تھے / یہی مرجع دیلم و اصفہان تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی / انہیں کے گھر اونمیں تھی صاحبقرانی

یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے / کہ شاہوں کی اولاد دردر گدا ہے
جسے سنئے افلاس میں مبتلا ہے / جسے دیکھئے مفلس و بینوا ہے
نہیں کوئی اونمیں کمانے کے قابل / اگر ہیں تو ہیں مانگ کھانے کے قابل

نہین مانگنے کا طریق ایک ہی یہان
گدائی کی ہین صورتین بے‌نہایت یہان
نہین حصر کشکولون پہ گدیہ گری یہان
کوئی دے تو منگتون کی ہے کیا کمی یہان
بہت ہاتھ پھیلائے زیر ردا ہین
چھپے اوجھلے کیٹر و بخین اکثر گدا ہین

بہت آپ کو کہکے مسجد کے بانی
بہت بنکے خود سیّد خاندانی
بہت سیکھکر نوحہ و سوزخوانی
بہت مدح مین کرکے رنگین بیانی
بہت آستانون کے خدّام بنکر
پڑے مانگتے کہاتے پھرتے ہین در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھین
ہنر اور پیشہ کو جو خوار سمجھین
تجارت کو کہیتی کو دشوار سمجھین
فرنگی کے پیسے کو مردار سمجھین
تن آسانیان چاہین اور آبرو بہی
وہ قوم آج ڈوبیگی گر کل نہ ڈوبی

کرین نوکری بہی تو بے عزتی کی
جو روٹی کمائین تو بے حرمتی کی
کہین پائین خدمت تو بے غیرتی کی
قسم کہائیے انکی خوش قسمتی کی
امیرون کے بنتے ہین جب مصاحب
تو جاتے ہین ہوکر حمیّت سے غائب

کہین اونکی صحبت مین گانا بجانا
کہین مسخرہ بنکے ہنسنا ہنسانا
کہین پھبتیان کہکے انعام پانا
کہین چھیڑ کر گالیان سب سے کہانا
یہ کام اور بہی کرتے ہین پر نہ ایسے
مسلمان بہائی سے بن آئین جیسے

ذکر امرا در سلطان

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے
خمیر اونکا اور اونکی طینت جدا ہے

سزاوار ہے اونکو جو ناسزا ہے
روا ہے اونہین سبکو جو ناروا ہے

شریعت ہوئی ہے نکو نام اونسے
بہت فخر کرتا ہے اسلام اونسے

ہر ایک بول پر اونکے مجلس فدا ہے
ہر ایک بات پر ہان درست اور بجا ہے

نہ گفتار مین اونکی کوئی خطا ہے
نہ کردار اونکا کوئی ناسزا ہے

وہ جو کچھ کہ ہین کہہ سکے کون اونکو
بنایا ندیمون نے فرعون اونکو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا
وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبے

سلیمان نے کی جسکی حق سے تمنا
بڑہا جس سے آفاق مین نام کسریٰ

کیا جسنے حاتم کو مشہور دوران
کیا جسنے یوسف کو مسجود اخوان

ملا ہے یہ فخر اوسکو انکی بدولت
کہ سمجھی گئی ہے وہ اصل شقاوت

کہین ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت
کہین نشۂ بادۂ کبر و نخوت

جہان کے لئے جو کہ آب بقا ہے
وہ اس قوم کے حق مین سمی ہوا ہے

اودہر مال و دولت نے یہان مونہ دکہایا
اودہر ساتہ اوسکے ادبار آیا

پڑا آکے جس گہر پہ ثروت کا سایا
عمل دہالنے برکت نے اپنا اوٹہایا

نہین اس یہان چار پیسے کسیکو
مبارک نہین جیسے پہ چیونٹی کو

سمجھتے ہین سب عیب جن عادتونکو — بہائم سے نسبت ہی جن سیرتونکو
چھپاتے ہین اوباش جن خصلتونکو — نہین کرتے اجلاف جن حرکتونکو
وہ یہان اہل دولت کو ہین شیر مادر — نہ خوف خدا ہے نہ شرم پیمبر

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی — تو دولت بہت سی اسی مین لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی — تو کردی بہرے گہر کی دم مین صفائی
پہر آخر لگے مانگنے اور کہانے — یونہین مٹ گئے یہان ہزارون گہرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اونکو اصلا — نہ انجام کا اپنے کچہ اونکو کہٹکا
نہ فکر اونکو اولاد کی تربیت کا — نہ کچہ ذلت قوم کی اونکو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اونکا نہ دین پر — خدا کو وہ کیا منہ دکہائینگے جاکر

کسی قوم کا جب الٹتا ہے دفتر — تو ہوتے ہین مسخ اونمین پہلے تونگر
کمال اونمین رہتے ہین باقی نہ جوہر — نہ عقل اونکی ہادی نہ دین اونکا رہبر
نہ دنیا مین ذلت نہ عزت کی پروا — نہ عقبے مین دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا — نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس مین خودی سے گزرنا — تعیش مین جینا نمایش پہ مرنا
سدا خواب غفلت مین بیہوش رہنا — دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے اک جہان ہے
تو بے فکر ہین کیونکہ گھر مین سمان ہے
اگر باغِ اُمّت مین فصلِ خزان ہے
تو خوش ہین کہ اپنا چمن گلفشان ہے
یہی نوعِ انسان کا حق اونپہ کیا ہے
وہ اک نوع نوعِ بشر سے جدا ہے

کہان بندگانِ ذلیل اور کہان وہ
بسر کرتے ہین بے غمِ قوت و نان وہ
پہنتے نہین جز سمور و کتان وہ
مکان رکھتے ہین رشکِ خلدِ جنان وہ
نہین چلتے وہ بے سواری قدم بہر
نہین رہتے بے نغمہ و ساز دم بہر

کمر بستہ ہین لوگ خدمت مین انکی
گل و لالہ رہتے ہین صحبت مین انکی
نفاست بہری ہے طبیعت مین انکی
نزاکت سو داخل ہے عادت مین انکی
دوائین مین مشک انکی اوٹہتا ہے ڈہیرون
وہ پوشاک مین عطر ملتے ہین سیرون

یہ ہو سکتے ہین انکے ہمجنس کیونکر
نہین چین جنکو زمانہ سے دم بہر
سواری کو گہوڑا نہ خدمت کو نوکر
نہ رہنے کو گہر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کہانے کو روٹی
جو تدبیر اولٹی تو تقدیر کہوٹی

یہ پہلا سبق تہا کتابِ ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبا خدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا
خلائق سے ہے جسکو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا مین انسان کے انسان

(۱) یہ دو حدیثین ہین ۱ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ ۲ الدین النصیحۃ

عمل جنکا(۱) تھا اس کلام مبین پر — وہ سرسبز ہین آج روے زمین پر
تفوق ہے اونکو کہین و مہین پر — مدار آدمیت کا ہے اب انہین پر

شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے — وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

سمجھتے ہین گمراہ جنکو مسلمان — نہین جنکو عقبے مین امید غفران
نہ حصہ مین فردوس جنکی نہ رضوان — نہ تقدیر مین حور جنکے نہ غلمان

پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہے جنکا — حمیم(۲) آب و زقوم کھانا ہے جنکا

وہ ملک اور ملت پہ اپنے فدا ہین — سب آپس مین ایک ایک کے خیر خواہ ہین
اولوالعلم ہین او نمین یا اغنیا ہین — طلبگار بہبود خلق خدا ہین

یہ تمغا تھا گویا کہ حصہ انہین کا — کہ ما(۳) حب الوطن ہے نشان مومنین کا

امیرون کی دولت غریبون کی ہمت — ادیبون کی انشا حکیمونکی حکمت
فصیحونکے خطبے شجاعون کی جرأت — سپاہی کے ہتیار شاہونکی طاقت

دلونکی امنگین امیدونکی خوشیان — سب اہل وطن اور وطن پر ہین قربان

(۱) یعنی یوروپ کی قومین جو قوم کی ہمدردی اور وطن کی حمایت اور تمام نوع انسان کی دستگیری اور امداد مین سارے جہان سے فائق ہین ۔

(۲) حمیم گرم پانی جو دوزخیون کو پلایا جائیگا ۔ زقوم اہل دوزخ کے لیے ایک قسم کی خوراک ہوگی ۔

(۳) جیسا حدیث مین آیا ہے حب الوطن من الایمان ۔

ہمدردی کا نتیجہ

عروج اونکا جو تم عیان دیکھتے ہو — جہان مین اونہین کامران دیکھتے ہو
مطیع اونکا سارا جہان دیکھتے ہو — اونہین برتر از آسمان دیکھتے ہو
یہ ثمرے ہین اونکی جوانمردیون کے — نتیجے ہین آپس کی ہمدردیون کے

عیش و عشرت مسلمان دولتمند

غنی ہم مین ہین جو کہ ارباب ہمت — مسلم ہے عالم مین جنکی سخاوت
اگر ہے مشائخ سے اونکو عقیدت — تو ہے پیرزادون پہ وقف اونکی دولت
نکمے ہین دن رات وہان عیش کرتے — یہ لڑکے ہین جتنے وہ بھوکے ہین مرتے

عمل واعظون کے اگر قول پر ہے — تو بخشش کی امید بے صرفہ زر ہے
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے — تو روز حساب اونکو پھر کسکا ڈر ہے
اگر شہر مین کوئی مسجد بنا دی — تو فردوس مین نیو اپنی جما دی

عمارت کی بنیاد ایسی اوٹھائی — نہ نکلے کہین ملک مین جسکا ثانی
تماشون مین ثروت بڑائی کی اوڑائی — نمایش مین دولت خدا کی لٹائی
چھٹی بیاہ مین کرنے لاکھون کے سامان — یہ ہین اونکی ارمان ہین اونکی خوشیان

دین اسلام کی حالت

مگر دین برحق کا بوسیدہ ایوان — تزلزل مین مدت سے ہین جسکے ارکان
زمانہ مین ہر جو کوئی دن کا مہمان — نہ پائینگے ڈھونڈا جسے پھر مسلمان
عزیزو نہیں اوس سے توجہ اوٹھالی — عمارت کا ہے اوسکی اللہ والی !

پڑی ہین سب اُجڑی ہوئی خانقاہین
وہ درویش و سلطان کی اُمیدگاہین
کھلی تھین جہان علم باطن کی راہین
فرشتون کی پڑتی تھین جن پر نگاہین
کہان ہین وہ جذب الٰہی کے پھندے
کہان ہین وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہین
وہ اخبار دین کے مبصر کدھر ہین
اصولی کدھر ہین مناظر کدھر ہین
محدث کہان ہین مفسر کدھر ہین
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغان
چراغ اب کہین ٹمٹماتا نہین وہان

مدارس وہ تعلیم دین کے کہان ہین
مشائخ وہ علم و یقین کے کہان ہین
وہ ارکان شرع متین کے کہان ہین
وہ وارث رسول امین کے کہان ہین
رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماوےٰ
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مُلّا

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر
کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین باد صرصر
بُجھین مشعلین نور حق کی سراسر
رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

بہت لوگ بنکر ہوا خواہ امت
سفیہون سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گانو در گانو نوبت بنوبت
پڑے پھرتے ہین کرتے تحصیل دولت
یہ ٹھیرے ہین اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارث انبیا اب

مدعیان درویشی

| | |
|---|---|
| بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر | نہین ذات والا مین کچھ جنکی جوہر |
| بڑا فخر ہے جنکو ہونے کے اسپر | کہ تھے اونکے اسلاف مقبول داور |
| کرشمے ہین جاجالکے جھوٹے دکھاتے | مریدون کو ہین لوٹتے اور کھاتے |
| یہ ہین جادہ پیماے راہ طریقت | مقام انکا ہے ماوراے شریعت |
| انہین پر ہے ختم آج کشف و کرامت | انہین کے ہے قبضہ مین ملکون کی قسمت |
| یہی ہین مراد (۱) اور یہی ہین مرید اب | یہی ہین جنید اور یہی بایزید اب |

علمائے زمان

| | |
|---|---|
| بڑے ہے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی | جگہ جس سے شق ہون وہ تقریر کرنی |
| گنہگار بندون کی تحقیر کرنی | مسلمان بہائی کی تکفیر کرنی |
| یہ ہے عالمون کا ہمارے طریقہ | یہ ہے ہادیون کا ہمارے سلیقہ |
| کوئی مسئلہ پوچھنے اونسے جاے | تو گردن پہ بار گران لیکے آئے |
| اگر بدنصیبی سے شک اوسمین لائے | تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پاے |
| اگر اعتراض اوسکے نکلا زبان سے | تو آنا سلامت ہے دشوار وہان سے |

(۱) صوفیہ کی اصطلاح مین مراد وہ شخص ہے جسنے جاذبۂ الٰہی کے بعد سلوک اختیار کیا ہو اور مرید وہ ہے جو سلوک کے بعد جذب کے مرتبہ کو پہنچا ہو۔ جنید بغدادی اور بایزید بسطامی غالباً تیسری صدی ہجری کے مشہور عرفا مین سے ہین ۔

کبھی گلو کی رگین ہین پہلاتے — کبھی جھاگ پر جھاگ ہین منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہین اوسکو بتاتے — کبھی مارنے کو عصا ہین اوٹھاتے

سلونن (چشم بد دور) ہین آپ دین کے — نمونہ ہین خلق رسول امین کے

جو چاہے کہ خوش اوس سے مالک ہو السنان — کہ ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان
نشان سجدہ کا ہو جبین پر نمایان — تشرع مین اوسکی نہ ہو کوئی نقصان

لبین ترشی ہون نہ ڈاڑھی چڑہی ہو — ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑہی ہو

عقائد مین حضرت کا ہمداستان ہو — ہر اک اصل مین فرع مین ہمزبان ہو
حریفون سے اونکے بہت بدگمان ہو — مریدون کا اونکے بڑا مدح خوان ہو

گر ایسا نہین ہے تو مردود دین ہے — بزرگون سے ملنے کے قابل نہین ہے

شریعت کے احکام تہے وہ گوارا — کہ شیدا تہے اونپر یہود اور نصارے
گواہ اونکی نرمی کا قرآن ہے سارا(۱) — خود "الدین یسر" نبی نے پکارا

مگر یہان کیا ایسا دشوار اونکو — کہ مومن سمجہنے لگے بار اونکو

(۱) قرآن مین بہت سی آیتین دین اسلام کی آسانی پر دلالت کرتی ہین جیسے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ۔ اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ۔ اور ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور بے شمار حدیثین اسی باب مین مروی ہین جیسے لا رہبانیۃ فی الاسلام اور لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اور اذا ام احدکم فلیخفف فان فیہم الصغیر والکبیر والضعیف والمریض ۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ (موسم حج مین) ایک شخص نے

نبی کی اونکی اخلاق مین رہنمائی (۱) — نہ باطن مین کی اونکی پیدا صفائی
پہ احکام ظاہر کی لئے یہ بڑہائی — کہ ہوتی نہین اونسے دم بہر رہائی
وہ دین جو کہ چشمہ تہا خلق نکو کا — کیا اوسکو بالکو عذر غسل و وضو کا (جانے شستشو کا)

تقلید

سارا اہل تحقیق سوال ہے تکلّف ہے — جہد شیون پہ چلنے مین دین کا خلل ہے
فتاوون پہ بالکل مدار عمل ہے — ہر ایک اسمین قرآن کا نعم البدل ہے
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی — خدا اور نبی سے نہین کام باقی

حال سنیون

جہان مختلف ہون روایات باہم — نہین سیدہی سادی روایت خوش آئے ہم
جسے عقل رکہے نہ ہرگز مسلّم — اوسی ہر روایت سے سمجہین مقدم
سب اسمین گرفتار چہوٹے بڑے ہین — سمجہ پر ہماری پتہر پڑے ہین

آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا آپ نے فرمایا کچہ حرج نہین ہے اب قربانی کرلے. پہر ایک اور شخص نے آکر عرض کیا کہ مینے کنکریان پہینکنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کچہ حرج نہین ہے اب کنکریان پہینک لے صاحب میزان شعرانی کا قول ہے کہ دین مین جسقدر آسانیان ہین وہ خدا اور رسول کی طرف سے ہین اور جتنی مشکلین ہین وہ علمار کی طرف سے ہین .

(۱) آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مکارم الاخلاق یعنی مین اسلئے بہیجا گیا ہون کہ اخلاق کی خوبیون کو کمال کے درجہ تک پہنچا دون . اور یہ بہی فرمایا کہ اچہا چلن اور نیک خصلت نبوت کا پچیسوان حصہ ہے اور یہ بہی فرمایا کہ وہ شخص مومن نہین ہے جسنے اپنا پیٹ بہر لیا اور ہمسایہ کو بہوکا چہوڑ دیا قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا بڑا مقصد اخلاق کی تہذیب ہے

شرک اور توحید

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

تعصب

تعصب کہ ہے دشمن نوع انساں
بھرے گھر کئے سیکڑوں جس نے ویراں
ہوئی بزم نمرود جس سے پریشاں
کیا جس نے فرعون کو نذر طوفاں
گیا جوش میں بولہب جس کے کھویا
ابوجہل کا جس نے بیڑا ڈبویا

(۱) تعصب اصل میں بیجا حمایت کرنے کو کہتے ہیں مگر چونکہ اکثر بیجا حمایت کے ساتھ ہی بیجا مخالفت اور بیجا نفرت بھی پائی جاتی ہے اسلئے تعصب کا اطلاق حسب ذیل دونو پر ہوتا ہے ۔ نمرود حضرت ابراہیم کی مخالفت سے اور فرعون حضرت موسے کے عناد سے اور ابولہب اور ابوجہل ہمارے نبی کی دشمنی سے ایسے برباد ہوئے کہ اونکی تباہی اور بربادی آجتک ضرب المثل ہے ۔

وہ یہان اک عجب بیلیں مین جلوہ گرا ہے — چہپا جسکے پردہ مین اوسکا اثر ہے
بہرا زہر جس جام مین سر بسر ہے — وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے

تعصب کو اک جزو دین سمجہی ہین ہم — جہنم کو خلد برین سمجہی ہین ہم

ہمین عظمون نے یہ تعلیم دی ہے — کہ ہان جو کام دینی ہی یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اسمین کرنی بُری ہے — نشان غیرت دین حق کا یہی ہے

نہ ٹہیک اوسکی ہرگز کوئی بات سمجہو — وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجہو

قدم گر رہ راست پر اوسکا پاؤ — تو تم سیدہے رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑین سامنے جو دقتین وہ اوٹہاؤ — لگین جسقدر ٹہوکرین سامنے کہاؤ

جو نکلے جہاز اوسکا بچکر بہنور سے — تو تم ڈالدو ناؤ اندر بہنور کے

اگر مسخ ہو جاے صورت تمہاری — بہائم مین ملجائے سیرت تمہاری
بدل جاے بالکل طبیعت تمہاری — سراسر بگڑ جاے حالت تمہاری

تو سمجہو کہ ہی حق کی اک شان یہ بہی — ہی اک جلوہ نور ایمان یہ بہی

نہ اوضاع مین تم سے نسبت کسیکو — نہ اخلاق مین تم پہ سبقت کسیکو
نہ حاصل ہے کہانون مین لذت کسیکو — نہ پیدا یہ پوشش یہ زینت کسیکو

تمہین فضل ہر علم مین بر ملا ہے — تمہاری جہالت مین بہی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو اپنی بُری تم — جو بات کو اپنی کرتے بُری تم
حمایت میں ہو جبکہ اسلام کی تم — تو ہو پھر بدی اور گنہ سے بری تم
بری سے نہیں مؤمنوں کو مضرت — تمہاری گناہ اور نہ اوروں کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے — تو ذکر اوسکا ذلت سے خواری سے کیجے
کبھی بھولکر طرح آمین نہ دیجے — قیامت کو دیکھو گے اسکے نتیجے
گناہوں سے ہوتی ہو گویا مبرا — مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرا

نہ سنی میں اور جعفری میں ہو الفت — نہ نعمانی و شافعی میں ہو ملت
وہابی کے صوفی کی کم ہو نہ نفرت — مقلد کرے نامقلد پہ لعنت
یونہی اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم — کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ — تو شیطان سے اوسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ہے استفادہ — رہ حق سے ہے برطرف اوسکا جادہ
شریعت کو کرتے ہیں برباد دونوں — ہیں مردود شاگرد و استاد دونوں

وہ دین جسنے الفت کی بنیاد ڈالی — کیا طبع دوران کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جسنے موالی — ہر اک قوم کے دل سے وحشت نکالی
عرب اور حبش ترک تاجیک و دیلم — ہوئی ساری شیر و شکر ملکے باہم

ثمرۂ تعصب

تعصب نے اوس صاف چشمہ کو آکر — کیا بغض کے خار و خس سے مکدر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر — نفاق اہل قبلہ مین پہیلا سراسر

نہین دوستیان ایسی اب دو مسلمان — کہ ہو ایک کو دیکھکر ایک شادان

فرض اہل اسلام

ہمارا یہ حق تہا کہ سب یار ہوتے — مصیبت مین یارون کے غمخوار ہوتے
سب ایک ایک کے باہم مددگار ہوتے — غم قوم مین سینہ افگار ہوتے

جب الفت مین یون ہوتے ثابت قدم ہم — تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

نتیجۂ نفاق

اگر ہوتے ہم نہ قوا [illegible] — کہ ہان ہین سب مسلمان باہم برادر
برادر ہی جب تک برادر کا یاور — معین اوسکا ہی خود خداوند داور

تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی — فقیری مین بہی کرتے ہم بادشاہی

ثمرۂ اتفاق

وہ گہر جسمین ہین دل ملے سب کے باہم — خوشی نا خوشی مین ہین سب یار ہمدم
اگر ایک خوشدل تو گہر سارا خرم — اگر ایک غمگین تو دل سب کے پر غم

مبارک ہی اوس قصر شاہنشہی سے — جہان ایک دل ہو مکدر کسی سے

اخلاق اہل اسلام

اگر ہو مدار اسپہ تحقیق دین کا — کہ ہے دین والون کا برتاو کیسا
ہی بازار اونکا کہرا یا کہ کہوٹا — ہی قول و قرار اونکا جہوٹا کہ سچا

تو ایسے ملینگے بہت شاذ ہین یہان — کہ اسلام پہ جنسے قائم ہو برہان

غیبت

مجالس مین غیبت کا زور اسقدر ہے — کہ آلودہ اس خون مین ہر بشر ہے
نہ بہائی کو بہائی سے یہان درگزر ہے — نہ ملا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے
اگر نشہ ہی ہو غیبت مین پنہان — تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلمان

حسد و تکبر

جنہین چار پیسے کا مقدور ہے یہان — سمجھتے نہین ہین وہ انسان کو انسان
موافق نہین جنسے ایام دوران — نہین دیکھہ سکتے کسیکو وہ شادان
نشہ مین تکبر کے ہے چور کوئی — حسد کے مرض مین ہے رنجور کوئی

اگر مرجع خلق ہے ایک بہائی — نہین ظاہرا جسمین کوئی برائی
بہلا جسکو کہتی ہے ساری خدائی — ہر اک دلمین عظمت ہے جسکی سمائی
تو پڑتی ہین اوسپر نگاہین غضب کی — کہٹکتا ہے کانٹا سا آنکہون مین سب کی

بگڑتا ہے جب قوم مین کوئی بنکر — ابہی بخت و اقبال تہے جسکے یاور
ابہی گردنین جہکتی تہین جسکی در پر — مگر کر دیا اب زمانہ نے بے پر
تو ظاہر مین کڑہتے ہین پر خوش ہین جی مین — کہ ہمدرد تہا نہ آیا اک مفلسی مین

خود غرضی

اگر ایک جوانمرد ہمدرد انسان — کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان
تو خود قوم اوسپر لگائے یہ بہتان — کہ ہے اسکی کوئی غرض اسمین پنہان
وگرنہ پڑی کیا کسیکو کسیکی — یہ چالین سراسر ہین خود مطلبی کی

**خبث نفس**

نکالی اگر اونکی بہلائی کی صورت ۔ تو ڈالین جہانتک بنے اوسمین کہنڈت
سنین کامیابی مین جب اوسکی شہرت ۔ تو دل سی تراشین کوئی تازہ تہمت
سو ہہہ اپنا ہو گو نہ دنیا مین کالا ۔ نہ ہو ایک بہائی کا پر بول بالا

**فتنہ انگیزی**

اگر باہم ہین دو دلونمین صفائی ۔ تو ہین ڈالتے اونمین طرح جدائی
ٹہنی دو گروہونمین جسدم لڑائی ۔ تو گویا تمنا ہماری بر آئی
بس اس سے نہین مشغلہ خوب کوئی ۔ تماشا نہین ایسا مرغوب کوئی

**بدنامی اور رسوائی**

تغلب مین بدنیتی مین دغا مین ۔ نمود اور بناوٹ فریب اور ریا مین
سعایت مین بہتان مین افترا مین ۔ کسی بزم بیگانہ و آشنا مین
نہ پاؤگے رسوا و بدنام ہمسے ۔ بڑہی پہر نہ کیون شان اسلام ہمسے

**خوشامد**

خوشامد مین ہمکو وہ قدرت ہے حاصل ۔ کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہین مائل
کہین احمقون کو بناتے ہین عاقل ۔ کہین ہوشیارونکو کرتے ہین غافل
کسیکو اوتارا کسیکو چڑہایا ۔ یونہین سیکڑون کو اسامی بنایا

**کذب و مبالغہ**

روایات پر حاشیہ اک چڑہانا ۔ قسم جہوٹے وعدون پہ سو بار کہانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑہانا ۔ مذمت پہ آنا تو طوفان اوٹہانا
یہہ ہی روزمرہ کا یہان اونکی عنوان ۔ فصاحت مین بے مثل ہین جو مسلمان

خود پسندی

اوسی جانتے ہین بڑا اپنا دشمن ۔ ہمارے کری عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے ان بن ۔ سمجھتے ہین ہم رہنماؤن کو رہزن

یہی عیب ہے سب کو کہو یا ہے جسنے ۔ ہمین ناؤ بہر کر ڈبو یا ہے جسنے

خلفائی کی انصاف پسندی

وہ عہد ہمایون جو خیر القرون تہا ۔ خلافت کا جبتک کہ قائم ستون تہا
نبوت کا سایہ ابہی رہنمون تہا ۔ سمان خیر و برکت کا ہر دم فزون تہا

عدالت کی زیور سے تہی سب مزین ۔ پہلا اور پہولا تہا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اوس زمانہ کی یہ تہی ۔ کہ جہکتی تہی گردن نصیحت پہ سبکی
نہ کرتے تہی خود قول حق سے خموشی ۔ نہ لگتی تہی چہگی(1) نہین بات کڑوی

غلامون سے ہوجاتے تہے بند آقا ۔ خلیفون سے لڑتی تہی ایک ایک بڑہیا

(1) ایک مجلس مین مہاجر و انصار جمع تہے حضرت عمر نے (کہ اوسوقت خلیفہ تہے) تین بار سب سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ اگر مین حقوق خلافت مین سستی کرون تو تم کسطرح پیش آؤ ۔ بشر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا کرے تو ہم تکلے کی طرح تیرے بل نکالدین ۔ حضرت عمر نے کہا اگر تم ایسے ہو تو تمہارا کیا کہنا ۔ ایکبار حضرت عمر بڑے بڑے مہر باندہنے کی ممانعت کر رہے تہے کہ ایک بڑہیا نے کہڑے ہوکر قرآن کی یہ آیت پڑہی کہ ان آتیتم احدٰہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئاً اور کہا کہ خلیفہ ہوکر قرآن نہین سمجہتا ۔ حضرت عمر نے کہا " عمر سے سب کا علم زیادہ ہے یہانتک کہ بڑہیون کا بہی اور پہر مخالفت نہ کی ۔

نبی نے کہا تہا جنہین فخر امت — جنہین خلد کی مل چکی تہی بشارت
مُسَلّم تہی عالم مین جنکی عدالت — رہا مفتخر جنسے تختِ خلافت
وہ پہرتے تہے(۱) راتون کو چہپ چہپ کے در در — کہ شر ماین اپنا کہین عیب سنکر

مگر ہم کہ ہین اُمّ و دُود ہمسے بہتر — نہ ظاہر کہین ہم مین خوبی نہ مُضمر
نہ اقران و امثال مین ہم مُوقّر — نہ اجداد و اسلاف کے ہم مین جوہر
نصیحت سے ایسا بُرا مانتے ہین — کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہین

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر — کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر — ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہین جو کتاب اوس پیمبر پہ آتی — وہ گمراہیان سب ہماری جتاتی

(۱) حضرت عمر کے عہد مین ایکبار کچہ سوداگر آکر شہر سے باہر اوترے۔ رات کو آپ اور عبدالرحمن بن عوف حسب عادت گشت کرنے کے لئے وہان گئے۔ انکو رات بہر مین تین بار ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی۔ عمر فاروق ہر دفعہ اوس خیمہ پر جاتے تہے اور اوسکی مان کو ملامت کر آتے تہے کہ تو کیسی بُری مان ہے کہ تیرا بچہ اول شب سے بے چین ہے۔ آخر اوس عورت نے کہا اے خدا کے بندے تو نے مجہے ساری رات دق کیا۔ مین اسے دودہ پینے کی عادت چہڑواتی ہون۔ وہ ضد کرتا ہے۔ کہا کیون۔ کہا عمر دودہ چہٹے بغیر بچون کا وظیفہ مقرر نہین کرتا۔ آپ بہت روئے اور اپنے جی مین کہا کہ خدا جانے مسلمانون کے کتنے بچے میرے سبب سے ہلاک ہوئے ہونگے۔ اوسیوقت منادی کرائی کہ کوئی اپنے بچہ کا دودہ جلدی نہ چہڑائے اور تمام ملک مین حکم بہیجدیا کہ ہر مسلمان کے ہان بچہ ہوتے ہی اوسکا وظیفہ مقرر کیا جائے۔

نقصان علوم دنیوی

ہنر ہم مین جو ہین وہ معلوم ہین سب — علوم اور کمالات معدوم ہین سب
چلن اور اطوار مذموم ہین سب — فراغت سے دولت سے محروم ہین سب
جہالت نہین چھوڑتی ساتہ دم بہر — تعصب نہین بڑہنے دیتا قدم بہر

شاعری

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر — عفونت مین سنڈاس سے جو ہے بدتر
زمین جس سے ہے زلزلہ مین برابر — ملک جس سے شرماتے ہین آسمان پر
ہوا علم و دین جس سے تاراج سارا — وہ علمون مین علم ادب ہے ہمارا

برا شعر کہنے کی گر کچہ سزا ہے — عبث جہوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جسکا قاضی خدا ہے — مقرر جہان نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار وان چہوٹ جائینگے سارے — جہنم کو بہر دینگے شاعر ہمارے

سخن جو ہے یہان آج حصہ ہمارا — نہین قوم کو ظاہرا جس سے چارہ
ہر اک کذب و بہتان ہے جسمین گوارا — مجسم ہوا وسکا اگر جہوٹ سارا
بنے ہند مین اوس سے اوپرا اک ہمالا — ہمالا سے ہو جسکی چوٹی دوبالا

زمانہ مین جتنے قلی اور نفر ہین — کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہین
گوّیے امیرون کے نور نظر ہین — ڈفالی بہی لے آتے کچہ مانگ کر ہین
مگر اس تپ دق مین جو مبتلا ہین — خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہین

جو سقّی نہوں جی سی جائیں گذر سب
ہو میلا جہاں گم ہوں دہوبی اگر سب
بنی دم پہ گر شہر چہوڑیں نفر سب
جو ہٹ جائیں مہتر تو گندی ہوں گہر سب
پہ کر جائیں ہجرت جو شاعر ہمارے
کہیں مل کی خس کم جہان پاک سارے

عرب جو تہی دنیا میں اس فن کی بانی
نہ تہا کوئی آفاق میں جنکا ثانی
زمانی نی جنکی فصاحت تہی مانی
مٹا دی عزیزوں نی اونکی نشانی
سب اونکی ہنر اور کمالات کہو کر
رہی شاعری کو بہی آخر ڈبو کر

ادب ہیں پڑی جان اونکی زبان سی
جِلا دین نی پائی اونکی بیان سی
سنان کچ لئی کام اونہوں نی لسان سی
زبانوں کی کوچی تہی ہمسر سنان سی
ہوئی اونکی شعروں سی اخلاق صیقل
پڑی اونکی خطبوں سی عالم میں ہلچل

خلف اونکی یہاں جو کہ جادو بیاں ہیں
فصاحت میں مقبول پیر و جوان ہیں
بلاغت میں مشہور ہندوستان ہیں
وہ کچہہ ہیں تو لی دی کی اس گو یہاں ہیں
کہ جب شعر میں عمر ساری گنوائیں
تو بہانڈ اونکی غزلیں مجالس میں گائیں

طوائف کو ازبر ہیں دیوان اونکی
گویّوں پہ بیحد ہیں احسان اونکی
نکلتی ہیں تکیوں میں ارمان اونکی
ثنا خوان ہیں ابلیس و شیطان اونکی
کہ عقلوں پہ پردی ہیں وہ ڈال انہوں نی
ہمیں کر دیا فارغ البال انہوں نی

وہ طبیب جسپہ غش ہین ہمارے اطبا
سمجھتے ہین جسکو بیاض مسیحا
بتاتی ہین نسخے محل جسکے بہت سا
جسے عیب کی طرح کرتی ہین اخفا

فقط چند نسخون کا ہی وہ سفینہ
چلے آئے ہین جو کہ سینہ بہ سینہ

نہ انکو نباتات سے آگہی ہے
نہ کچھ بھی خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی انکی کچھ آنکہ کہلی ہے
نہ علم طبیعی نہ کیمسٹری ہے

نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے
مریضون کا انکی نگہبان خدا ہے

نہ قانون مین انکی کوئی خطا ہے
نہ مخزن مین انگشت رکہنے کی جا ہے
سدیدی مین لکہا ہے جو کچہ بجا ہے
نفیسی کے ہر قول پر جان فدا ہے

سلف لکھ گئے جو قیاس اور گمان سے
صحیفے ہین اوترے ہوئے آسمان سے

وہ تقویم پارینہ یونانیون کی
یقین جسکو ٹہیرا چکا ہے نکمی
وہ حکمت کہ ہے ایک ہوکے کی ٹٹی
عمل نے جسے کر دیا اسکے ردّی

اوسے وحی سے سمجھے ہین اسسے زیادہ
کوئی بات اوسمین نہین کم زیادہ

زبور اور توریت انجیل و قرآن
بالاجماع ہین قابل نسخ و نسیان
مگر لکھ گئے جو اصول اہل یونان
نہین نسخ و تبدیل کا انمین امکان

نہین مٹتے جبتک کہ آثار دنیا
مٹے گا کبھی کوئی نوشتہ اونکا

نتائج ہین جو مغربی علم و فن کے — وہ ہین ہند مین جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن وہ ڈالی ہین پردے — کہ ہم حق کا جلوہ نہین دیکھ سکتے
جبھی ہین دلون مین ارسطو کی رائین — جواب وحی اونکی ہی تو اپنا نہ لائین

اب اس فلسفہ پر ہین جو مرنے والے — شفا کی ہین سب جنکو از بر مقالے
جنہون نے مجسطی پہ ڈیرے ہین ڈالے — حواشی ہین تجرید کی سب کھنگالے
وہ تیلی کی کچھ بیل سے کم نہین ہین — پھری عمر بھر اور جہان تھے وہین ہین

وہ جب کر چکی ختم تحصیل حکمت — بندہی سر پہ دستار علم و فضیلت
اگر کچھ تہی ہین کچھ طبیعت مین جودت — تو ہی اونکی سب سے بڑی یہ لیاقت
کہ گر دن کو وہ رات کہہ دین زبان سے — تو منوا کے چھوڑین اوسے ایک جہان سے

سوا اسکی جو آئی اوسکو پڑھا دین — اور نہین جو کچھ آتا ہی اوسکو سنا دین
وہ سیکھی ہین جو بولیان سب سکھا دین — میان مٹھو اپنا سا اوسکو بنا دین
یہ لے دے کے ہے علم کا اونکی حاصل — اسی پر ہی فخر اونکو بین الاماثل

نہ سرکار مین کام پانیکے قابل — نہ دربار مین لب ہلانیکے قابل
نہ جنگل مین ریوڑ چرانی کے قابل — نہ بازار مین بوجھ اوٹھانیکی قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر — وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کر

(۱) شفا بو علی سینا کی اور مجسطی بطلیموس کی اور تجرید نصیر الدین طوسی کی کتابین ہین

جو پوچھو کہ حضرت نے کچھ جو پڑہا ہے
مراد آپ کی اسکی پڑہنے سے کیا ہے

مفاد اسمین دنیا کا یا دین کا ہے
نتیجہ کوئی یا کہ اسکے سوا ہے

تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکین گے
جواب اسکا لیکن نہ کچھ دے سکین گے

نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہین وہ
نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہین وہ

نہ قرآن کی عظمت دکہا سکتے ہین وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہین وہ

دلیلین ہین سب آج بیکار اونکی
نہین چلتی تو یون ہین تلوار اونکی

پڑی اوس مشقت مین ہین وہ سراپا
نتیجہ نہین اونکو معلوم جسکا

کہین بہول آگے کی بہتیرین جو بہٹکا
ادہی راہ پر پڑلیا گلہ سارا

نہین جانتے یہ کہ جانے کدہر ہین
گئے بہول رستہ وہ بے راہ پر ہین

مثال انکی کوشش کی ہے صاف ایسی
کہ کہائی کہین بندرون نے جو سردی

ادہر اور ادہر تک آگ ڈہونڈی
کہین شے نہ اونکو پائی نہ اونکی

مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکہا
پتنگا اوسے آگ کا سب نے سمجہا

لیا جا کے تہام اور سب نے اوسے دم
کیا گہاس پہونس اوسپہ لا کر فراہم

لگی اوسکو سلگانے سب ملکے پیہم
پہ کچہہ آگ سلگی نہ سردی ہوئی کم

یونہین رات ساری اونہون نے گنوائی
مگر ایسی محنت کی اجرت نہ پائی

گذرتے تھے جو جا بجا اوس طرف سے
جب اس کشمکش مین اونہین دیکھتے تھے
ملامت بہت سخت تھی اونکو کرتے
کہ شرمائین وہ زعم باطل سے اپنے
مگر ایسی کد سے نہ باز آتے تھے وہ
ملامت پہ اور اولٹے غراتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جب تک ہوا دن نہ روشن
اسیطرح جو ہین حقیقت کی دشمن
نہ جہاڑینگے گرد تو ہم سے دامن
پہ جب ہوگا نور سحر لمعہ افگن
بہت جلد ہوجائیگا آشکارا
کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ ایک شرارا

شریفون کی اولاد

شریفون کی اولاد بے تربیت ہے
تباہ اونکی حالت بری اونکی گت ہے
کسیکو کبوتر اوڑانے کی لت ہے
کسیکو بٹیرین لڑانے کی ہت ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا ہی کوئی
مدک اور چنڈو کا رسیا ہی کوئی

سدا اگرم انکار سی اونکی صحبت
ہر ایک رند و اوباش سے اونکی ملت
پڑہی لکھون کے سایہ سی اونکو وحشت
مدارس سے تعلیم سے اونکو نفرت
کمینون کے جرگہ مین عمرین گنوائی
اونہین گالیان دینی اور آپ کہانی

نہ علمی مدارس مین ہین اونکو پاتے
نہ شایستہ جلسون مین ہین آتی جاتے
پہ میلون کی رونق ہین جاکر بڑہاتے
پڑے پہرتے ہین دیکہتے اور دکہاتے
کتاب اور معلم سے پہرتے ہین بہاگے
مگر ناچ گانی مین ہین سب سے آگے

اگر کہیں اون پاک شہدونکی گنتی — ہوا جنکے پہلو سی بچکر ہے چلتی
ملی خاک مین جنسی عزت بڑونکی — مٹی خاندانون کی جنسی بزرگی

تو یہ جسقدر خانہ برباد ہونگے — وہ سب ان شریفونکی اولاد ہونگے

ہوئی اونکی بچپن مین یون پاسبانی — کہ قیدی کی جیسی کٹہے زندگانی
لگی ہونی جب کچھہ سمجھہ بوجھہ سیانی — چڑہی بہوت کی طرح سر پر جوانی

بس اب گہر مین دشوار رہنا ہے اونکا — اکہاڑونمین تکیونمین رہنا ہے اونکا

نشہ مین مئی عشق کی چور ہین وہ — صف فوج مژگان مین محصور ہین وہ
غم چشم و ابرو مین رنجور ہین وہ — بہت ہاتہ سی دل کی مجبور ہین وہ

کرین کیا کہ ہی عشق طینت مین اونکی — حرارت بہری ہی طبیعت مین اونکی

اگر شش جہت مین کوئی دلربا ہے — تو دل انکا نادیدہ اوس پر فدا ہے
اگر خواب مین کچھ نظر آگیا ہے — تو یاد اوسکی دن رات نام خدا ہے

بہری سب کی چشمی سے روداد ہی یہان — جسے دیکہیے قیس و فرہاد ہے یہان

اگر یان ہی دکھیا تو اونکی بلا سے — اپاہج ہے باوا تو اونکی بلا سے
جو ہی گہر مین فاقہ تو اونکی بلا سے — جو مرتا ہی کنبا تو اونکی بلا سے

جنہون نے لگالی ہو تو دلربا سے — غرض پہر اونہین کیا ہی ما سوی سے

۲۳۹۲

نہ گالی سی دشنام سی چوکتی ہین
نہ جوتی سی پیزار سی ہچکچاتی ہین
جو میلون مین جائین تو چھین دکھائین
جو محفل مین بیٹھین تو فتنے اوٹھائین
لڑتی ہین اوباش انکی ہنسی سے
گریزان ہین رند انکی ہمسائگی سے

سپوتون کو اپنے اگر بیاہ لیجے
تو بہو ونکا بوجھ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجے
تو بدراہ ہین بہانجے اور بھتیجے
یہی جھینکنا کو بکو گھر بہ گھر ہے
بہو کو ٹھکانا نہ بیٹی کو بر ہے

نہ مطلب نگاری کا انکو سلیقہ
نہ دربارداری کا انکو سلیقہ
نہ امیدواری کا انکو سلیقہ
نہ خدمت گزاری کا انکو سلیقہ
قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے
مگر انکو کس مد مین کوئی کھپائے

نہین ملتی روٹی جنہین پیٹ بھر کے
وہ گزران کرتی ہین سو عیب کر کے
جو ہین اونہین دو چار آسودہ گھر کے
وہ دن رات خواہان ہین مرگ پدر کے
نمونے یہ اعیان و اشراف کی ہین!
سلف انکی وہ تھی خلف اونکی یہ ہین!

وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے؟
کہ جسکی طرف آنکھ سبکی لگی ہے
بہت جس سے آئندہ چشم بہی ہے
بقا منحصر جسپہ اسلام کی ہے
یہی جان ڈالینگی باغ کہن مین؟
انہی سے بہار آئیگی اس چمن مین؟

یہی ہین وہ نسلین مبارک ہماری ؟
کرینگی یہی قوم کی غمگساری ؟
کہ بخشین گے جو دین کو استواری
انہین پر امیدین ہین ہونیو ساری ؟
یہی شمع اسلام روشن کرینگی ؟
بڑونکا یہی نام روشن کرینگی ؟

خلف اونکی الحق اگر یہان یہی ہین
سلف کی اگر فاتحہ خوان یہی ہین
اگر یادگار عزیزان یہی ہین
اگر نسل اشراف و اعیان یہی ہین
تو یاد اسقدر اونکی رہجائیگی یہان
کہ اک قوم رہتی تہی اس نام کی یہان

سمجھے ہین شایستہ جو آپکو یہان
ہین آزادگی پر جو کہ نازان
چلن پہ ہین جو قوم کے اپنی خندان
مسلمان ہین سب جنکے نزدیک نادان
جو ڈہونڈوگے یارون کی ہمدرد اونمین
تو نکلینگے تہوڑے ہی جوان مرد اونمین

نہ رنج اونکی افلاس کا انکو اصلا
نہ فکر اونکی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینی کو پیسا
اوڑانا مگر مفت ایک ایک کا خاکا
کہین اونکی پوشاک پر طعن کرنا
کہین اونکی خوراک کو نام دہرنا

عزیزون کی جس بات مین عیب پانا
ہنسانا اوسے پہبتیون کا بنانا
شماتت سے دل بہائیونکا دکہانا
یگانون کو بیگانہ بنکر جرانا
نہ کچھ درد کی چوٹ اونکے جگر مین
نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر مین

جہاز ایک گرداب مین پہنس رہا ہے
پڑا جس سے جوکہون مین چہوٹا بڑا ہے
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے
کوئی اونمین سوتا کوئی جاگتا ہے
جو سوتے ہین وہ مست خواب گران ہین
جو بیدار ہین اونپہ خندہ زنان ہین

کوئی انسے پوچہے کہ اے ہوش والو
کس امید پر تم کہڑے ہنس رہے ہو
برا وقت بیڑے پہ آنے کو ہے جو
نچہوڑیگا سوتون کو اور جاگتون کو
بچوگے نہ تم اور نہ ساتہی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجے بیان اپنے کیا کیا
کہ بگڑا ہوا یہان ہے آوے کا آوا
فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا
تاسف کے قابل ہے احوال سب کا
مریض ایسے مایوس دنیا مین کم ہین
بگڑکر کبہی جو نہ سنبہلین وہ ہم ہین

خاتمہ

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچہا
کہ نعمت ہے دنیا مین سب سے بڑی کیا
کہا ''عقل جس سے ملے دین و دنیا
کہا ''گر نہو اوس سے انسان کو بہرہ''
کہا '' پہر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعث افتخار بشر ہے''

کہا '' گر نہو یہ بہی اوسکو میسر''
کہا '' مال و دولت ہے پہر سب سے بہتر''
کہا '' در ہو یہ بہی اگر بند اوسپر''
کہا '' اوسپہ بجلی کا گرنا ہے بہتر
وہ ننگ بشر تا کہ ذلت سے چہوٹے
خلایق سب اوسکی نحوست سے چہوٹے''

مجھے ڈر ہے اے میرے ہمقوم یارو
مبادا کہ وہ ننگ عالم تمہیں ہو
گر اسلام کی کچھ حمیت ہے تمکو
تو جلدی سے اٹھو اور اپنی خبر لو
وگرنہ یہ قول آئیگا راست تمپر
کہ ہونے سے انکا نہونا ہے بہتر

رہو گے یونہیں فارغ البال کب تک
نہ بدلو گے یہ چال اور ڈھال کب تک
رہیگی نئی پود پامال کب تک
نچھوڑوگی تم بھیڑیا چال کب تک
بس اگلے فسانے فراموش کر دو
تعصب کے شعلہ کو خاموش کر دو

حکومت نے آزادیاں تمکو دی ہیں
ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آرہی ہیں
کہ راجا سے پرجا تلک سب سکھی ہیں
تسلط ہے ملکوں میں امن و اماں کا
نہیں بند رستہ کسی کاروان کا

نہ بدخواہ ہے دین و ایمان کا کوئی
نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی
نہ ناقص ہے ملت کے ارکان کا کوئی
نہ مانع شریعت کے فرمان کا کوئی
نمازیں پڑھو بےخطر مسجدوں میں
اذانیں دو ہر لَے سے دو مسجدوں میں

کھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں
نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں
جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں
تو ہموار ہیں کسب دولت کی راہیں
نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا
نہ رستوں میں قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینوں کے کٹتے ہین رستے پلوں مین
گھڑون ہی سے اچھین ہے منزل لون مین
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلون مین
شب و روز ہی ہمہمی قافلون مین
سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا

پہنچتی ہین ملکون سے دم دم کی خبرین
چلی آتی ہین شادی و غم کی خبرین
عیان ہین ہر اک عظم کی خبرین
کھلی ہین زمانہ پہ عالم کی خبرین
نہین واقعہ کوئی پنہان کہین کا
ہے آئینہ احوال روی زمین کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی
کہ ہے ضامن ہمت او ترقی
ہر اک راہرو کا زمانہ ہے ساتھی
یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے
نکلجاو رستہ ابھی بیخطر ہے

بہت قافلے دیس سے جا رہے ہین
بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہین
بہت چل چلاؤ مین گھبرا رہے ہین
بہت سے نہ چلنے سے پچھتا رہے ہین
مگر اک تمہین ہو کہ سوتے ہو غافل
مبادا کہ غفلت مین چھوٹی ہو منزل

نہ بدخواہ سمجھو بس اب یاورونکو
لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبرون کو
دو الزام پیچھے نصیحتگرون کو
ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھرون کو
کہ خالی ہین یا پر ذخیرے تمہارے
بری ہین کہ اچھے ہین تیرے تمہارے

امیرون کی تم سن چکی داستان سب | چلن ہو چکے عالمون کے بیان سب
شریفون کی حالت ہے تم پر عیان سب | بگڑنے کو تیار بیٹھے ہین یہان سب

یہ بوسیدہ گہراب گرا کا گرا ہے | ستون مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک شمہ ہے اوسکا | کہ جو وقت یارون پہ ہے آنیوالا
زمانہ نے اونچے سے جسکو گرایا | وہ آخر کو مٹی مین ملکر رہے گا

نہین گرچہ کچھ قوم مین جان باقی | ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے | سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے | طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے

بہت یہان ہوئے خشک چشمے ابلکر | بہت باغ چھانٹ گئے پھول پھلکر

کہان ہین وہ اہرام (۱) مصری کے بانی | کہان ہین وہ گردان زابلستانی
گئے پیشدادی کدہر اور کیانی | مٹا کر رہی سبکو دنیای فانی

لگاؤ کہین کھوج کلدانیون کا | بتاؤ نشان کوئی ساسانیون کا

(۱) اہرام مصری مصر کے مثلث نما جو پہل مینار ہین جو دریای نیل سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہین۔ انہین ہی ایک مینار دنیا کے سات عجائبات مین شمار ہوتا ہے۔ گردان زابلستان سے مراد رستم کا خاندان ہے۔ فارس کے گیارہ بادشاہ جو ہوشنگ کے اولاد مین ہوئے ہین پیشدادی کہلاتے ہین۔ چار بادشاہ یعنی کاؤس خسرو قباد اور لہراسپ کیانی کہلاتے ہین۔ کلدانی کیلڈیا یعنی بابل والے۔

وہی ایک ہے جسکو دائم بقا ہے — جہان کی وراثت اوسیکو سزا ہے
سوا اوسکے انجام سبکا فنا ہے — نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا ہے
مسافر یہان ہین فقیر اور غنی سب — غلام اور آزاد ہین رفتنی سب

## خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہہ مسدس نوآئین ماہ جون ۱۸۷۹ء مطابق شہر جمادی الثانی ۱۲۹۶ ہجری مین حسب فرمایش حضرت مصنف مدظلہ کارپردازان مطبع ہذا کی کوشش اور اہتمام سے قالب طبع مین آکر نظر افروز منتظرین ہوا